ثنائے خواجۂ کونینؐ

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

مرتب:۔ درد اسعدی

ثنائے خواجۂ کونینؐ

مرتب ۔ دردؔ اسعدی

ناظمِ اعلیٰ بزمِ اسعدؔ پاکستان

(جملہ حقوق بحقِ مرتب محفوظ)

بار اوّل . . . . شوال ۱۴۰۴ھ

تعداد ۵۰۰

مرتب . . . . درد اسعدی

محرک . . . . شرف سیمابی

نام کتاب . . . . ثنائے خواجۂ کونین

کتابت . . . . عبدالحفیظ خان مصطفائی

ہدیہ . . . . ۱۴۰ روپے

مطبوعہ . . . . [illegible]، حیدرآباد

ملنے کا پتہ - - - - - - - -

۴۵۱ / سی لطیف آباد نمبر ۱۰ حیدرآباد۔

اِنتساب

محبوبِ رب العالمین، سرورِ کونین، شافعِ محشر
سرکارِ دو جہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذاتِ بابرکات کے نام

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

(غالب)

احوالِ واقعی

درد اسعدی

این سعادت، بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خالق کونین جس سے جو کام لینا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ میں اور ثنائے خواجۂ کونین" کی اشاعت کا اہتمام ناممکن نہ سہی تو دشوار ضرور تھا مگر مرضیِ مولا یہی تھی کہ یہ سعادت میرے اور بزمِ اسعد کے حصہ میں آئے۔ فروری سال رواں کی یکم تاریخ تھی احباب کی محفل میں بزم اسعد کی کامیاب تقریبات پر گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں شرف سیمابی صاحب فرمانے لگے کہ "درد صاحب بزمِ اسعد کے زیر اہتمام حیدرآباد کے شعراء کے کلام پر مشتمل نعتیہ مجموعۂ کلام ترتیب دیں" اس تجویز کی بھرپور حمایت ارتضا عزمی صاحب نے کی۔ میں نے اپنے دوستوں کی آواز پر لبیک کہدیا۔ ساتھ ہی ساتھ میں نے اس تجویز میں اپنے استادِ محترم مولانا صدیق حسن صاحب اسعد شاہجہانپوری مرحوم کے سلسلہ کے شعراء کو بھی شامل کرنے کا اضافہ کیا جس پر اتفاق ہو گیا جناب ارتضاء عزمی صاحب نے کتاب کا نام "ثنائے خواجۂ کونین" تجویز کیا اور یہ نام پسند کر لیا گیا۔ چند دنوں میں حیدرآباد اور سلسلۂ اسعد کے تمام شعرائے کرام کو دعوت نامے ارسال کر دئے گئے۔ حیدرآباد کے کچھ شاعروں نے بغیر کسی تاخیر کے نعتیں اور ضروری کوائف ہم تک پہنچا دئے۔ کچھ نے تھوڑا وقت لیا اور کچھ شاعروں نے اس سلسلہ میں متعدد بار رابطہ قائم کرنے کے باوجود اپنی تخلیق شدہ نعتیں نہ دیں۔ اس عدم تعاون میں کیا مصلحت مضمر تھی اسے وہی حضرات بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ یہاں میں اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ حضرات اپنے تئیں یہ سوچ رہے ہوں گے کہ بزمِ اسعد مالی اعتبار سے اتنی مستحکم نہیں ہے کہ ایک ضخیم

کتاب کی اشاعت کا بار اٹھا سکے یا ان حضرات کو یہ بات پسند نہ ہو کہ ایک متبرک کتاب کی اشاعت بزم اسعد کے حصہ میں آئے۔ مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ "ثنائے خواجۂ کونین" خالقِ کونین کی طرف سے بزم اسعد کا مقدر بن چکی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ آج ثنائے خواجۂ کونین غلامانِ خواجۂ کونین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ اس کتاب میں ۔۔۔ شعرائے کرام کا نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کونین مجتمع ہے یہ حُسنِ اتفاق ہے کہ اس تعداد کے تقریباً نصف شعراء سلسلۂ اسعد کے ہیں۔ شعرائے کرام کی اتنی بڑی تعداد اس بات کا ثبوت ہے کہ بزمِ اسعد پر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم ہے۔

اس کتاب کے کاتب جناب عبدالحفیظ خاں نے، جن کا شمار اچھے کاتبوں میں ہوتا ہے کتابت کی شرح میں کافی حد تک رعایت برتی ہے جس کا صلہ میں تو نہیں دے سکتا۔ البتہ اللہ اور اس کا محبوب عبدالحفیظ خاں کو اس جذبے کا انعام ضرور دے گا جس کے لئے بزمِ اسعد کا ہر رکن درگاہِ رب العزت میں دعا گو ہے۔ جناب شرف سیمابی صاحب نے کلام کے انتخاب میں کم اور کتابت کی تصحیح میں حد درجہ میرا ہاتھ بٹایا ہے۔ باری تعالیٰ اُن کو بھی اجر سے نوازے۔ نعتوں کی نقول اور خط و کتابت کے سلسلہ میں، برخوردار انور تبسم اسعدی نے بھی کافی حد تک میری مدد کی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس خدمت کا صلہ دے۔

محترم پروفیسر سید قوی احمد نے اپنے مضمون میں حیدر آباد کے ڈپٹی کمشنر محترم شفیق الرحمٰن پراچہ کا تذکرہ حسن و خوبی ادا کر دیا ہے۔ میں بھی موصوف کا شکر گزار ہوں کہ بزمِ اسعد کیساتھ عملی تعاون فرما کر دنیوی اور ادبی خدمت انجام دی ہے جس کی جزا کیلئے درگاہِ رب العزت میں دعا گو ہوں۔

انتخابِ کلام میں میرے پیشِ نظر حضور کی ذاتِ مقدس رہی ہے۔ میں نے ان اشعار کو جن میں حضور کو تو۔ تم۔ ترا یا اس کا وغیرہ سے مخاطب کیا گیا ہو یا حضور کے لئے استعمال کئے گئے ہوں ناقابلِ اشاعت قرار دیا ہے۔ جن شعرائے کرام کے اشعار اس پیمانہ کی زد میں آگئے ہوں میں اُن سے معذرت کا طالب ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلدستہ نعت

مولانا سید وصی مظہر ندوی

اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانوں میں نظامِ مصطفےٰ کی جو تڑپ اور طلب گزشتہ دہائی میں نمودار ہو کر سامنے آئی ہے اس کے خوشگوار اثر سے زندگی کا کوئی شعبہ محروم نہیں رہا۔ شعر و ادب کی دنیا میں اس ایمانی جذبہ کے تحت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں شعرائے کرام نے جس جس طرح سے اپنی عقیدتوں کے پھولوں کو اشعار کے گلدستوں میں آراستہ کیا ہے اس کی نظیر ملنی دشوار ہے۔

بزم اسعد پاکستان (حیدرآباد شاخ) قابلِ مبارکباد ہے کہ اس کے ذمہ دار اراکین نے خاص طور پر جناب درد اسعدی نے ان گل ہائے رنگ رنگ سے "ثنائے خواجۂ کونینؐ" کے نام سے ایک حسین ترین گلدستہ تیار کرنے کا عزم کیا ہے اور شعرائے کرام کی بڑی تعداد نے اس عظیم کام میں تعاون کیا۔ قابل صد مبارکباد ہیں وہ تمام حضرات جنھوں نے اس کتاب کی ترتیب۔ تدوین اور اشاعت میں کسی طور سے بھی حصہ لیا۔

میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ مجموعہ قبولِ عام حاصل کرے گا۔ اور اربابِ علم و ادب کے لئے ایک ایسی روشن مثال بن کر سامنے آئے گا کہ وہ اس کی روشنی میں مزید دینی ادب کی تخلیق کی طرف اور زیادہ متوجہ ہو جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پروفیسر قوی احمد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

مرحبا سید مکی مدنی العربی ۔ دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

من بے دل بہ جمال تو عجب حیرانم ۔ اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

(قدسی ایرانی)

میرے لئے یہ امر بے حد باعث سعادت ہے کہ میری نظر سے ”شعرائے اردو کا مجموعہ“ گذرا اور پھر اس سے بھی زیادہ یہ کہ اس ہیچمداں اور بندۂ پر تقصیر کو یہ سعادت بھی بخشی کہ اس مجموعہ کی اشاعت کے وقت چند سطور بھی رقم کرے۔ ممکن ہے کہ میرے گناہوں کی کچھ تخفیف اسی کے ذریعہ ہو جائے۔ آمین۔

اللہ کا ہم پر ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں انسان پیدا کیا اور پھر اس سے بھی زیادہ یہ کہ اس نے ہمیں حضور اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا اور انھیں کی محبت کے طفیل ہمیں مملکت خداداد پاکستان عطا کی۔ خدایا تا ہنگام قیامت پاکستان قائم و دائم رہے۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

نام محمدؐ ایک تحریک ہے۔ ایک عظیم انقلابی مزاج ہے اور ہماری پہچان ہے۔ اسی عظیم نام کے ذریعہ ہم طالب صدق و صفا اور آرزومند تسلیم و رضا ہوئے۔ حضورؐ کی سیرت اسوۂ کاملہ ہے۔ بے بدل نمونہ ہے۔ حضور مضمون کونین کا مدعا ہیں اور منبع مجد و عز و علیٰ ہیں۔

حضرت مولانا الطاف حسین حالی کہتے ہیں کہ

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن ۔ دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

انہی ایک سے ایک سوا دلدادوں میں حیدرآباد شہر کے بزرگ شخصیت اور ملک گیر شہرت کے حامل شاعر حضرتِ دردؔ اسعدی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ آج ہمیں یہ گلدستۂ عقیدت بصورتِ نعت ہائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوا۔

نہ صرف حضرتِ دردؔ اسعدی لائق مبارکباد ہیں کہ انھیں یہ سعادت حاصل ہوئی بلکہ ان کے ساتھ ساتھ وہ تمام اصحاب عموماً اور شعرائے کرام خصوصاً کہ جن کے تعاون سے یہ نعتوں کا مجموعہ منصۂ شہود پر جلوہ فگن ہوا۔

پاکستان کے ایک لائق سپوت، شہر حیدرآباد کے ہر دلعزیز ڈپٹی کمشنر جناب شفیق الرحمٰن پراچہ کہ جنھوں نے ملک کی خدماتِ انتظامیہ (سول سروسز) کو چار چاند لگائے ہیں اور جنھیں اللہ پاک نے حب الوطنی کے ساتھ ساتھ عشقِ الٰہی و محبتِ رسولؐ کے جذبہ سے بھی سرشار کیا ہے ان کی مساعی جمیلہ کا بھی نعتوں کے اس مجموعے کے منظرِ عام پر آنے میں بڑا دخل ہے۔ اللہ انھیں اس کا اجر دے اور ان کی تقلید کرنے کی سعادت ہر بااختیار پاکستانی کو عطا کرے۔ آمین۔

نعت گوئی ایک قدیم فن ہے اور ذریعۂ عبادت و سعادت بھی ہے۔ ہر چند کہ ثنائے محمدؐ ایک مشکل کام ہے کیونکہ بقول غالبؔ اللہ کی ذات پاک ہی مرتبہ دانِ محمدؐ ہے لیکن ہم میں سے جسے شاعری سے لگاؤ ہے اس کا یہ دینی فریضہ ہے کہ بکمالِ حسن نعتیں کہے تاکہ دنیا میں بھی اس کا نام ہو اور عقبیٰ بھی اس کی بن جائے در دلہا داری ودر رمانی ہنوز! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے بروایت حضرت ابوہریرہؓ کہ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے)

منم و ہمیں تمنا کہ بہ وقتِ جان سپردن
برخِ تو دیدہ باشم تو درونِ دیدہ باشی

میری دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں عشق نبی کا وہ عرفان عطا کرے کہ ہم لوگ اپنی تمام رقابتوں کو بھول جائیں اور ایک اور نیک ہو کر صبغت اللہ میں رنگ جائیں اور شمع رسالتؐ کے ایسے پروانے بن جائیں کہ جس کی کیفیت کو اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے۔

محبت چوں تمام افتد۔ رقابت از میاں خیزد
کہ طوفِ شعلہ پروانہ بہ پروانہ بہم سازد

میری دعا ہے کہ نعتوں کا یہ مجموعہ جو ۲، نفوس اسلامیہ پاکستانیہ کی محبتوں کا مجموعہ ہے ہمارے قلوب کو منور کردے اور ہم اپنی خودی کو پہچان سکیں وما علینا الا البلاغ المبین۔

نعت گوئی

حنیف اسعدی

نعت گوئی کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ یہ مقدس کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ہی میں شروع ہو گیا تھا اور عہد بہ عہد اس میں ترقی و توسیع ہوتی رہی۔ آج بھی مدحتِ رسولؐ کی سعادت جاری و ساری ہے اور میرا تو ایمان ہے کہ جب تک یہ دنیا قائم ہے انشاء اللہ ورفعنالک ذکرک، کا غلغلہ بلند ہوتا رہے گا۔

نعت گوئی کا آغاز عربی زبان سے ہوا اور پھر جہاں جہاں اسلام کے قدم پہنچے گئے وہاں وہاں حضورِ اقدس کے پرستاروں نے طرح طرح سے اپنے انداز اور اپنے لہجہ میں نعت گوئی کا حق ادا کیا اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی اُن ساری زبانوں میں نعت ملتی ہے جن کا تعلق مسلمانوں سے ہے۔ دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان بھی نعت کے بیش بہا سرمایہ سے مالا مال ہے اور اب تو خصوصیت کے ساتھ اردو نعت نے ایک مستقل صنفِ سخن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اتنے متنوع طریقوں سے نعت کہی جا رہی ہے جس کی مثال پچھلی کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔

یوں تو آج کا شاعر عقیدتاً، روایتاً یا ضرورتاً نعت کہہ رہا ہے لیکن کچھ دیوانوں نے تو اپنی شاعری کا تمام تر رخ نعت ہی کی طرف موڑ دیا ہے اس ذیل میں جو معتبر نام سامنے آتے ہیں ان میں منور بدایونی مرحوم، حافظ لدھیانوی اور حفیظ تائب نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں احقر العباد کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔

کسی زمانہ میں نعت صرف نبی اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ کے بیان تک محدود تھی اور جس کی بانی ذات حضرت حسانؓ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ نعت کی ہیئت میں تبدیلیاں اور موضوع میں تنوع آتا گیا اور آج نعت حضورؐ کے حوالے سے خود شناسی اور کائنات شناسی کا کام بھی انجام دے رہی ہے۔ آج کی نعت رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی تبلیغ کا مؤثر ذریعہ بھی بن رہی ہے اور اس طرح یہ مبارک صنفِ سخن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

پچھلی دو دہائیوں سے نعت گوئی کی رفتار میں نمایاں تیزی آگئی ہے اور اسی تناسب سے نعتیہ مجموعے بھی سامنے آرہے ہیں۔ کچھ اہلِ دل اپنے ہم عصروں کی نعتوں کے گلدستے بھی سجائے ہیں اور اس طرح دوہری سعادت سے بہرہ یاب ہوئے ہیں۔ گویا ایک طرف تو وہ حضور اکرمؐ کے نامِ نامی کو بلند رکھنے کی حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے عہد کے نعتیہ سفر کا احوال بھی رقم کر رہے ہیں۔ اسی قسم کی ایک مستحسن خدمت کا بیڑا درد اسعدی نے بھی اٹھایا ہے۔ کتاب ہذا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

درد اسعدی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ وہ میرے والد بزرگوار حضرت اسعد شاہجہانپوری مرحوم و مغفور کے شاگردِ رشید ہیں۔ ان کو شاعری سے حد درجہ شغف ہے اس سے کہیں زیادہ اپنے استاد کے نام کو روشن کرنے اور زندہ رکھنے کی لگن ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی مساعی قابلِ تحسین ہیں۔

وہ بزمِ اسعدؔ کے بانی بھی ہیں اور روح رواں بھی ان کے دم سے اسعدی سلسلہ قائم بھی ہے اور ترقی پذیر بھی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول کرے۔ میرا خاندان ان کا شکر گذار ہے۔

میری رائے

پروفیسر صدرالدین میو

لائق ستائش ہیں وہ لوگ جو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اللہ عزو جل جس ہستی کی خود تعریف کرے اور اُس پر درود سلام بھیجے اور مومنین کو اُس پر درود بھیجنے کا حکم دے اس کی مدحت میں اشعار کہنا گویا اللہ کے حکم کی تعمیل ہے اور فرض ہے۔ اس کے بغیر نہ مسلمان مسلمان ہے اور نہ مکمل عبداللہ۔

موجودہ دورِ حکومت کے سر اس بات کا سہرا ضرور بندھا ہے کہ اُس نے نعت گوئی اور نعت خوانی کی محافل کو سرکاری سرپرستی میں رواج دیا اور سیرۃ النبی کی کانفرنس منعقد کرا کے اپنی عقیدت اور فرض کی ادائیگی کا ثبوت فراہم کیا۔ حیدرآباد سندھ کو بھی یہ شرف حاصل رہے گا کہ یہاں کی معروف بزم "بزم اسعد" جس کے روحِ رواں جناب دردؔ اسعدی ہیں نے ستتر (۷۷) شعرائے کرام کے نعتیہ کلام کے مجموعہ کو "ثنائے خواجہ کونین" کے نام سے شائع کیا یہ ایک منفرد کارنامہ ہے کہ دوسرے شعراء کے کلام کو اس اہتمام سے شائع کیا۔ اس میں سوائے جذبہ حُبِّ رسول دوسری منفعت نظر نہیں آتی اللہ تعالیٰ اُن سب حضرات کو جو بزم اسعد سے متعلق ہیں اور جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا اجر عطا فرمائے اور اُن کے ایمان میں پختگی پیدا کرے آمین۔ آخر میں میری شعرائے کرام سے یہ گذارش ہے کہ محاسن رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے۔ آپ کی عملی زندگی کو پیش کریں تاکہ قاری اور سامع اپنی زندگیوں کو آپ کی اتباع میں بسر کرنے کی کوشش کریں۔

قطعہ تاریخ

ثنائے خواجۂ کونین

بدر ساگری

دو عالم نعتِ احمد کے سبب سے
گذرتے ہیں گزرگاہِ طرب سے

کوئی مانگے تو کچھ محبوب رب سے
وہ دیتے ہیں سوا سب کو طلب سے

مگر یہ بات میں ہی جانتا ہوں
ہے میرا واسطہ علم و ادب سے

خیالِ مصرعۂ تاریخ میں گم
میں گذرا ہوں جوارِ حمدیہ سے

مری فطرت میں ہے لے بدر شامل
ثنائے خواجۂ کونین کب سے

۱۴۰۴ھ

فہرست شعرائے کرام

نمبر شمار		صفحہ نمبر	نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	مولانا اسعد شاہجہاںپوری	۲۲-۱۷	۲۱	جمالی گوالیاری	۸۸-۸۶
۲	اختر گوالیاری	۲۳	۲۲	جمیل احمد خان جمیل	۹۰-۸۹
۳	اختر اسعدی	۲۶-۲۴	۲۳	احمد میاں برکاتی حافظ	۹۲-۹۱
۴	اختر انصاری اکبرآبادی	۲۸-۲۷	۲۴	حسرت اسعدی	۹۵-۹۳
۵	سعید اختر	۳۰-۲۹	۲۵	حنیف اسعدی	۱۰۱-۹۶
۶	آزاد اسعدی	۳۳-۳۱	۲۶	خادمی اجمیری	۱۰۵-۱۰۲
۷	فاروق چوہان اطہر	۳۵-۳۴	۲۷	محمد ندیم خاور	۱۰۷-۱۰۶
۸	اکرم اسعدی	۳۸-۳۶	۲۸	مفتی خلیل	۱۱۰-۱۰۸
۹	اقبال یزدانی	۴۰-۳۹	۲۹	خلیل الرحمٰن خلیل	۱۱۴-۱۱۱
۱۰	افتخار انجم	۴۴-۴۱	۳۰	درد اسعدی	۱۲۰-۱۱۵
۱۱	انعام اسعدی	۴۸-۴۵	۳۱	راحت عارفی	۱۲۲-۱۲۱
۱۲	بدر ساگری	۵۳-۴۹	۳۲	راغب کوٹوی	۱۲۴-۱۲۳
۱۳	برگ یوسفی	۵۹-۵۴	۳۳	آنیسہ رعنا ناہید رعنا	۱۲۷-۱۲۵
۱۴	بسمل آغائی	۶۴-۶۰	۳۴	رونق جودھپوری	۱۳۲-۱۲۸
۱۵	عبدالباقی بیتاب	۶۸-۶۵	۳۵	ریحان بنارسی	۱۳۷-۳۳
۱۶	وحید پیامی	۷۳-۶۹	۳۶	محمد ریحان سید	۱۳۹-۱۳۸
۱۷	عبدالقادر تاباں	۷۶-۷۴	۳۷	ساگر اسعدی	۱۴۳-۱۴۰
۱۸	تبسم اسعدی	۷۹-۷۷	۳۸	سالک عزیزی	۱۴۸-۱۴۴
۱۹	تنویر لکھنوی	۸۲-۸۰	۳۹	سرور ہوشیارپوری	۱۴۹
۲۰	جبار اسعدی	۸۵-۸۳	۴۰	مقبول شارب	۱۵۲-۱۵۰

صفحہ نمبر		نمبر شمار	صفحہ نمبر		نمبر شمار
۲۲۴-۲۲۲	محسن علی شاہ محسن	۶۲	۱۵۳	آنسہ شگفتہ اسدی	۴۱
۲۲۸-۲۲۵	امتیاز مرزا	۶۳	۱۵۷-۱۵۴	شرف سیمابی	۴۲
۲۳۱-۲۲۹	سردار حسین مظفر	۶۴	۱۶۱-۱۵۸	محمد ادریس شمیم	۴۳
۲۳۴-۲۳۲	مضطر ہاشمی	۶۵	۱۶۴-۱۶۲	وجاہت شوقی	۴۴
۲۳۶-۲۳۵	منصور اجمیری	۶۶	۱۶۶-۱۶۵	صابر بن ذوقی	۴۵
۲۳۱-۲۳۷	میر حسین علی میر۔	۶۷	۱۶۹-۱۶۷	ضامن حسنی	۴۶
۲۴۲-۲۴۰	محترمہ نجمہ ناہید نجمی	۶۸	۱۷۴-۱۷۰	احمد ضیاء	۴۷
۲۴۵-۲۴۳	نفیس فریدی اسعدی	۶۹	۱۷۸-۱۷۵	ضیاء الحق قاسمی ضیا	۴۸
۲۴۸-۲۴۶	مراد علی نور	۷۰	۱۸۰-۱۷۹	محترمہ طاہرہ اسدی۔	۴۹
۲۵۱-۲۴۹	محمد صدیق نیر	۷۱	۱۸۴-۱۸۱	طیب مومانی	۵۰
۲۵۶-۲۵۲	نیر اسدی	۷۲	۱۸۶-۱۸۵	حسن عابد	۵۱
۲۵۷	معذرت نامہ		۱۸۹-۱۸۷	عادل رضوی	۵۲
۲۵۸	قطعۂ تاریخ از برکت یوسفی		۱۹۲-۱۹۰	عارف رحمانی	۵۳
۲۶۰-۲۵۹	انجم حزیں	۷۳	۱۹۳-۱۹۵	عارف کمال	۵۴
۲۶۱-۲۶۲	حافظ نادر دباغ	۷۴	۱۹۸-۱۹۶	عاصی اختر عاصی	۵۵
۲۶۴-۲۶۳	الیاس شاہد	۷۵	۲۰۲-۱۹۹	عتیق احمد عتیق	۵۶
۲۶۷-۲۶۵	شعلہ بدایونی	۷۶	۲۰۸-۲۰۳	ارتضا عزمی	۵۷
۲۷۲-۲۶۸	شہیر نجمی	۷۷	۲۱۱-۲۰۹	عزیز احمد رداری	۵۸
			۲۱۵-۲۱۲	عزیز الرحمٰن خان عزیز درانی	۵۹
			۲۱۹-۲۱۶	عزیز جے پوری	۶۰
			۲۲۱-۲۲۰	ایوب قائل	۶۱

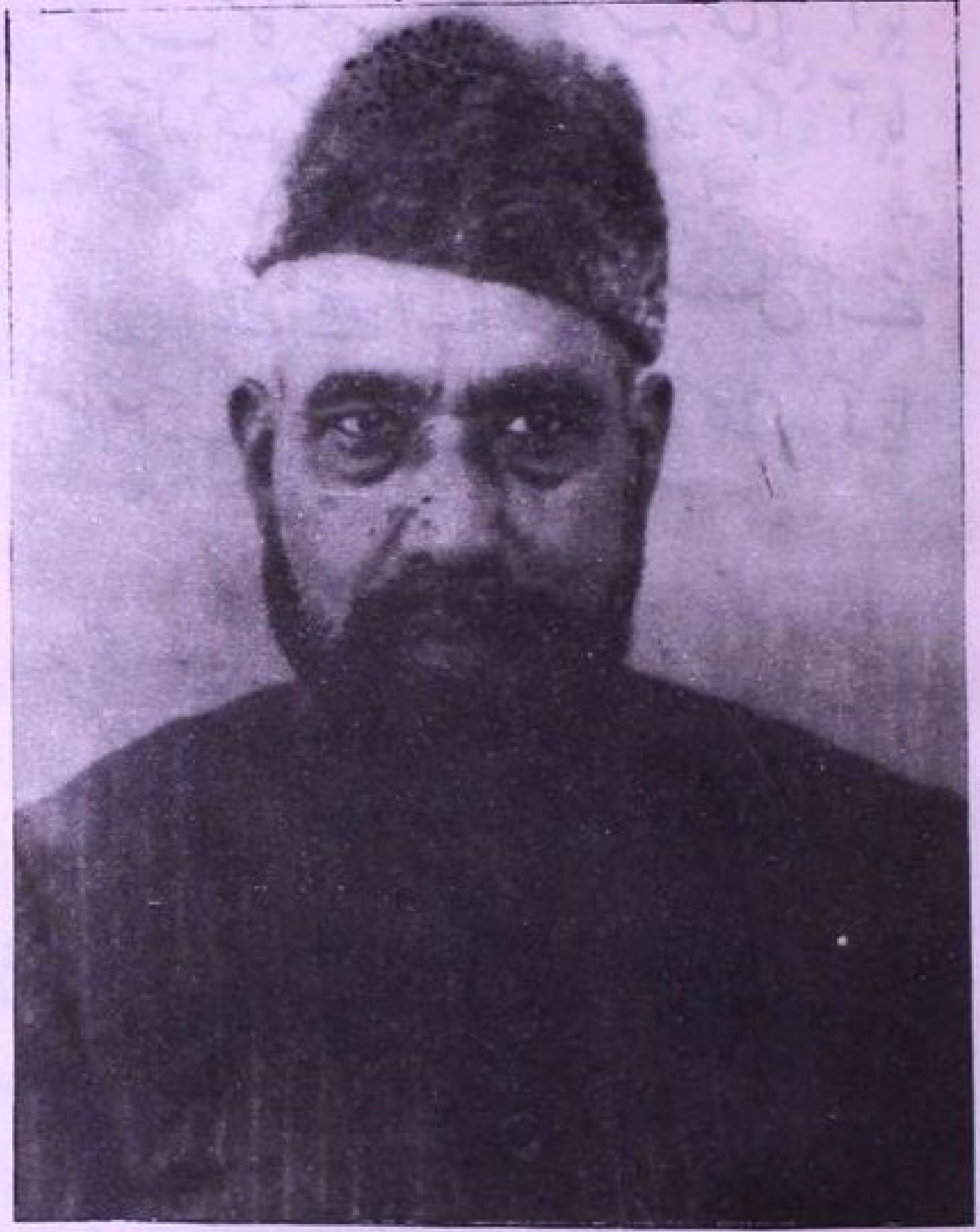

نام ۔ صدیق حسن　　تخلص ۔ اسعد شاہجہانپوری مرحوم

پیدائش ۔ سنہ ۱۸۹۷ء　　وصال سنہ ۱۹۶۶ء

تعلیم ۔ فاضل ۔ بی ۔ اے ۔

شرفِ تلمذ ۔ ہجر شاہجہانپوری

مطبوعہ کتب ۔ وجدانِ سلیم

عرب کا مہر، عجم کا مہِ تمام آیا
اٹھو کہ لمحۂ تجدیدِ صبح و شام آیا

رسول آئے تھے اب خاتم الرسل آئے
کلام آئے تھے اب حاصلِ کلام آیا

وہی ہے کعبہ مگر وہ خدائیاں نہ رہیں
یہ کس کے نام کا پرچم فرازِ بام آیا

کہاں زمین کہاں شمعِ خلوتِ لاہوت
خدا کے گھر کا اُجالا ہمارے کام آیا

تصورِ رُخِ عالم پناہ کے صدقے
فلک سے آج مہ و مہر کا سلام آیا

خدا کی ذات ہے خلوت ہے اور یادِ حبیب
کبھی درود کے تحفے کبھی سلام آیا

مرے جنوں کی حدیں ختم ہو گئیں اسعد
مدینہ آیا مرا مرجع المرام آیا

دیکھ لیا خدا کا شکر روضۂ سید الانام
عیشِ نعیم خلد کی اب نہیں آرزوئے خام

دونوں جہاں ہیں آپ کے کون و مکاں ہیں آپ کے
عرش سے فرش تک ظہور فرش سے عرش تک خرام

شہر نبیؐ سے خلد کو نسبتِ دور بھی نہیں
ایک نگاہ کا سفر ایک سنا ہوا سا نام

آپ کی دید کا شرف خواب میں ہی سہی مگر
آج سے فرض ہو گیا اپنی نظر کا احترام

بارگہِ رسول میں عقدہ کشائیاں نہ پوچھ
ایک پیام سو امید ایک نگاہ سو پیام

ایک نگاہِ نرم سے موہ لیا عرب کا دل
ایک نگاہِ گرم سے بولہبی ہوئی تمام

اسعدِ بیقرار پر کتنی نوازشیں ہوئیں
حسرتِ دل بھی کامیاب ذوقِ نظر بھی شادکام

لاکھ دل کش ہمہ منظر ہے وہ منظر تو نہیں
خُلد رونق میں مدینے کے برابر تو نہیں

خاکِ بطحا ترے ذروں پہ نظر کیا ٹھہرے
لیلۃ القدر کی شمعیں مہ و اختر تو نہیں

کہکشاں پر مجھے رہ رہ کے گماں ہوتا ہے
چرخ جاروب کشِ روضۂ اطہر تو نہیں

لعل و گوہر نہ سہی نذرِ شہِ دیں کے لئے
جاں نثاری مرے امکان سے باہر تو نہیں

جنبشِ نطق پہ ہر لمحہ نظر رکھتا ہوں
جز درود اور کوئی حرف زباں پر تو نہیں

ہر پیمبر کی ہمیں شانِ فضیلت تسلیم
کوئی یوں سابقہ سالارِ پیمبر تو نہیں

شوئیٔ و خوبیٔ تقدیر بھی کیا ہے اسعدؔ
سنتہ کبھی خواب میں آجاتے ہیں اکثر تو نہیں

عجب شان سے جلوہ گر ہے مدینہ
نظاروں کی حدِّ نظر ہے مدینہ

نہ تشبیہ صادق نہ تمثیل برحق
بہشتوں کی نوعِ دگر ہے مدینہ

ابھی جی تصوّر سے بہلا رہا ہوں
ابھی مستعارِ نظر ہے مدینہ

تڑپتی مرادو مچلتی امیدو
ٹھہر جاؤ نزدیک تر ہے مدینہ

بہارِ نگارِ عرب دیکھتا ہوں
بساطِ نشاطِ نظر ہے مدینہ

یہ جذب تصوّر یہ تصویرِ دلکش
مدینہ نہیں ہے مگر ہے مدینہ

وہ تلخی نہیں تلخ لمحوں میں اسعد
عجب نامِ شیریں اثر ہے مدینہ

وہ پیشِ خدا مرتبۂ سرورِ دیں ہے
ادراک تو کیا تابِ تصوّر بھی نہیں ہے

طیبہ کو کہیں خلد تو تسکین نہیں ہے
رفعت میں خدا جانے کہاں تک وہ زمیں ہے

کیا بات ہے، کیا فطرتِ پاکیزہ تریں ہے
آوانِ جہالت میں لقب جن کا امیں ہے

یارب جسے کہتا ہے شبِ قدر زمانہ
عکسِ خمِ گیسوئے محمدؐ تو نہیں ہے؟

حیرت زدۂ جلوۂ محبوبِ خدا ہوں
از راہِ ادب جنبشِ مژگاں بھی نہیں ہے

مشتاقِ زیارت ہوں بر آئے گی کب اُمید
اے ذوقِ تماشا تری منزل بھی کہیں ہے

درگاہِ نبیؐ، قبلۂ دیں، کعبۂ ایماں
اسعدؔ یہیں دیں اور مری دنیا بھی یہیں ہے

آثر گوالیاری (حیدرآباد)

کیوں ہو نہ ہر مقام پہ چرچا رسولؐ کا
ثانی کوئی ہوا ہے نہ ہوگا رسولؐ کا

بچتا نہیں ہے کوئی بھی ان کی نگاہ میں
جن کی نظر میں ہے رُخِ زیبا رسولؐ کا

نورِ خدا تھا آپ کی ہستی میں جلوہ گر
پڑتا نہ تھا زمین پہ سایہ رسولؐ کا

بندے تو خیر ہیں ہی محبانِ مصطفےٰ
اللہ خود ہے چاہنے والا رسولؐ کا

تصدیق ہوگئی ان کی نبوّت کی اور کیا
پڑھتے تھے سنگ ریزے بھی کلمہ رسولؐ کا

بولے آثر کو دیکھ کے محشر میں سب ملک
وہ آرہا ہے چاہنے والا رسولؐ کا

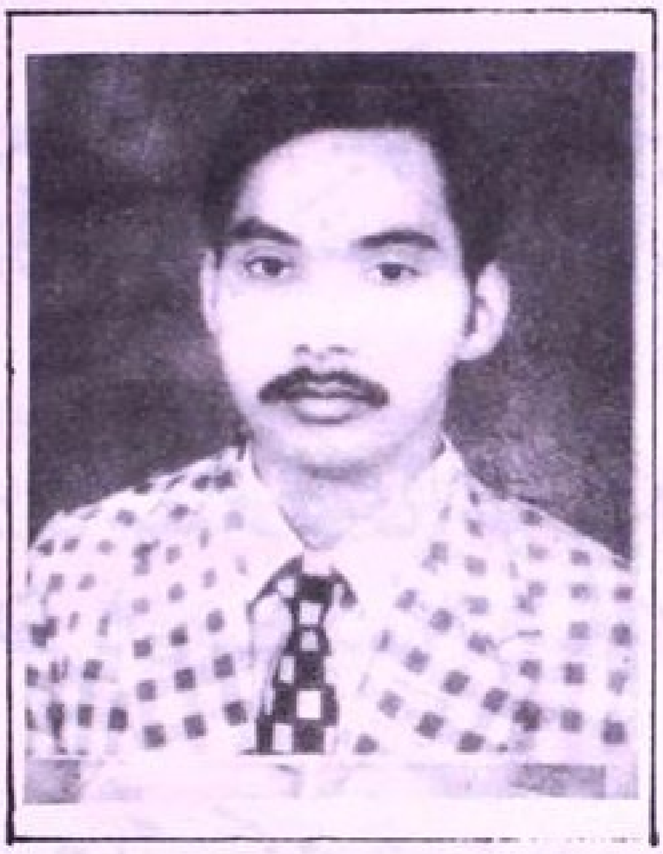

نام ۔ ارشاد احمد انصاری ۔ تخلص ۔ اختر اسعدی

پیدائش ۔ ۱۰ ؍ جنوری سنہ ۱۹۵۸ء

تعلیم ۔ بی ۔ اے ۔

شرفِ تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ بی / ۴۹۰ نصرت کالونی ۴ انصار روڈ سکھر

واقفِ رمزِ شش جہات رسولؐ
آپ ٹھہرے ہمہ صفات رسولؐ

ان کے دم سے ہی رونقِ کونین
وجہِ تخلیقِ کائنات، رسولؐ

منفعت میں ہے اُمتّی کے لئے
آپ کی ایک ایک بات رسولؐ

میں بھی بردہ ہوں آپ کا آقا
میرے دل پر بھی التفات، رسولؐ

آپ کا نام اسمِ اعظم ہے
آپ کی ذات پاک ذات، رسولؐ

آپ سے جب خدا تھا ہم آغوش
کتنی پُر کیف تھی وہ رات، رسولؐ

میرا ایمان ہے یہ اے اختر
سر بسر رازِ کائنات، رسولؐ

وہ جو نورِ خدا کا پیکر ہیں
وہ مری زندگی کا محور ہیں

شاہِ کونین کی غلامی میں
لاکھ کسریٰ ہیں لاکھ قیصر ہیں

کیا ہوا اُمتی جو ہیں بھوکے
آپ کے پیٹ پر بھی پتھر ہیں

آپ کی شان کے جو ہوں شایاں
لفظ وہ دسترس سے باہر ہیں

روضۂ پاک پر پہنچتے ہی
حاجیوں کے عجیب تیور ہیں

آپ ہی نورِ اولیں ٹھیرے
آپ ہی آخری پیمبر ہیں

خادمانِ رسولؐ اے اخترؔ
ساری دنیا میں سب سے بہتر ہیں

اخترؔ انصاری اکبرآبادی (حیدرآباد)

ہر طرف شورشِ آفات ہے میرے آقا
کچھ عجب صورتِ حالات ہے میرے آقا

رحمتوں کی ہے ضرورت کہ زمانے بھر میں
ظلم اور قہر کی برسات ہے میرے آقا

آپ کے لب پہ ہے جو کچھ وہ کلامِ حق ہے
آپ کی بات کی کیا بات ہے میرے آقا

آپ کی چشمِ عنایت ہی سے مٹ سکتی ہے
یہ گناہوں کی جو بہتات ہے میرے آقا

آپ کا ذکر بڑا ذکر ہے محفل محفل
آپ کی بات بڑی بات ہے میرے آقا

سایۂ رحمتِ حق آپ کے اخترؔ پہ رہے
آپ کے ذکر کی کیا بات ہے میرے آقا

انھیں کا مشرق انھیں کا مغرب جنوب انکا شمال انکا
تمام سمتوں کے ہیں وہ مالک ہر اک طرف ہے جمال ان کا

یہ روشنی بے سبب نہیں ہے جو بزمِ ہستی پہ چھا رہی ہے
محیط ہے وسعتِ جہاں پر نگاہ ان کی خیال ان کا

امینِ حسنِ زمانہ وہ ہیں محبتوں کا خزانہ وہ ہیں
وہ روحِ مستقبل لقا ہیں تمام ماضی و حال ان کا

وہ چاند کی ٹھنڈی چاندنی ہیں وہ گرم سورج کی دھوپ بھی ہیں
ہوا ہے شام و سحر سے ظاہر جمال ان کا جلال ان کا

قلم بھی وہ لوح بھی وہی ہیں انھیں کا پر تو ہیں عرش و کرسی
انھیں کے جلوے ہیں شش جہت میں نظر نظر ہے کمال ان کا

وہ ماہ و انجم کی آرزو ہیں وہ رنگ و نکہت کی آبرو ہیں
جمال ہے لازوال ان کا شباب ہے بے مثال ان کا

بلندیوں پر ہیں وہ جو آختر درود ان پر سلام ان پر
نہاں ہے میرے کلام میں بھی عروج ان کا کمال ان کا

نام ۔ محمد سعید اختر ۔ تخلص ۔ اختر

پیدائش ۔ ۹ر جنوری سنہ ۱۹۵۹ء

تعلیم ۔ بی ۔ اے

شرفِ تلمذ ۔

پتہ ۔ اے / ۱۱۴ ۔ ۲۴۴۵ ۔ جیل روڈ ۔ ہیرآباد ۔ حیدرآباد

نقشِ قدم رسول کا ہر دم نظر میں ہے
یوں کاروانِ شوق مسلسل سفر میں ہے

آنے کو آگیا ہوں وہاں سے مگر یہ دل
اب تک دیارِ پاک کے شام و سحر میں ہے

یہ زندگی تو جائے گی جانی ہے ایک دن
لیکن منزہ تو موت کا ان کے نگر میں ہے

اشکوں کے آئینے میں نمایاں ہے دیکھ لو
حُبِّ رسولِ پاک جو میری نظر میں ہے

بخشا خدا نے آپ کو معراج کا شرف
یہ خاص اک صفت ہے جو خیر البشر میں ہے

تعلیم مصطفےٰ سے بھی واقف ہو کاش دل
اب تک تو صرف روضۂ اقدس نظر میں ہے

اختر بگاڑ سکتی ہے کیا ظلمتِ حیات
سارے جہاں کا نور ہماری نظر میں ہے

نام ۔ ابنِ حسن انصاری　　تخلص ۔ آزاد اسعدی

تعلیم ۔ انٹر　　پیدائش ۔ سنہ ۱۹۴۸ء

شرفِ تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ اورنگی ۔ کراچی ۔

کس قدر مطمئن ہے غلام آپ کا
نام لیتا ہے ہر صبح و شام آپ کا

ہو گیا سب پہ ظاہر مقام آپ کا
ہر نبی نے کیا احترام آپ کا

یا رسولِ خدا یا شفیع الورا
نام رہتا ہے لب پر مدام آپ کا

آپ کے ذکر کو بندگی جان کر
ذکر کرتا ہوں خیر الانام آپ کا

آشکارا ہے رسمِ مساوات سے
سب نظاموں سے بہتر نظام آپ کا

افضل الانبیاء آپ کی شان ہے
خاتم الانبیاء ہے مقام آپ کا

یا بشیر دوسرا یا بشیرِ مرسلیں
ایک آزاد بھی ہے غلام آپ کا

روزِ محشر تمام اُمّت کے
آپ ضامن بنے شفاعت کے

آپ کے پیشرو نبی سارے
معترف آپ کی رسالت کے

آپ آئے تو قلبِ انساں میں
غنچے کھلنے لگے محبت کے

آپ کے دم سے مومنوں کیلئے
وا ہوئے در بہشت و جنت کے

ذاتِ اقدس میں آپ کی پنہاں
سینکڑوں زاویے عنایت کے

خواب ہی میں سہی مگر آقا
دل میں ارمان ہیں زیارت کے

میرے آقا نے مجھ کو اے آزادؔ
راز سمجھا دیئے عبادت کے

نام ۔ فاروق چوہان ۔

تخلص ۔ اطہر ۔

پیدائش ۔ ۷ر فروری ۱۹۶۱ء

تعلیم ۔ بی، کام

شرفِ تلمذ ۔ ×

پتہ ۔ ۱۱۴/اے ۔ ۱/۲۴۴۴ جیل روڈ ہیرآباد حیدرآباد

کہے مجھ کو دنیا گدائے محمدؐ
نہ ہو دل میں کچھ ماسوائے محمدؐ

جیوں تو ان ہی پر مروں تو ان ہی پر
مری زندگی ہو برائے محمدؐ

نگاہوں سے دل تک ہوا ہے چراغاں
مجھے جب کبھی یاد آئے محمدؐ

پیامِ اخوت دیا ہر نبی نے
جدا تھی مگر کچھ صدائے محمدؐ

سفینے کو ان کے بھلا کس کا خطرہ
کہ ہے خود خدا ناخدائے محمدؐ

تمنا ہے اطہر کہ جا کر مدینے
جبیں پر ملوں خاکِ پائے محمدؐ

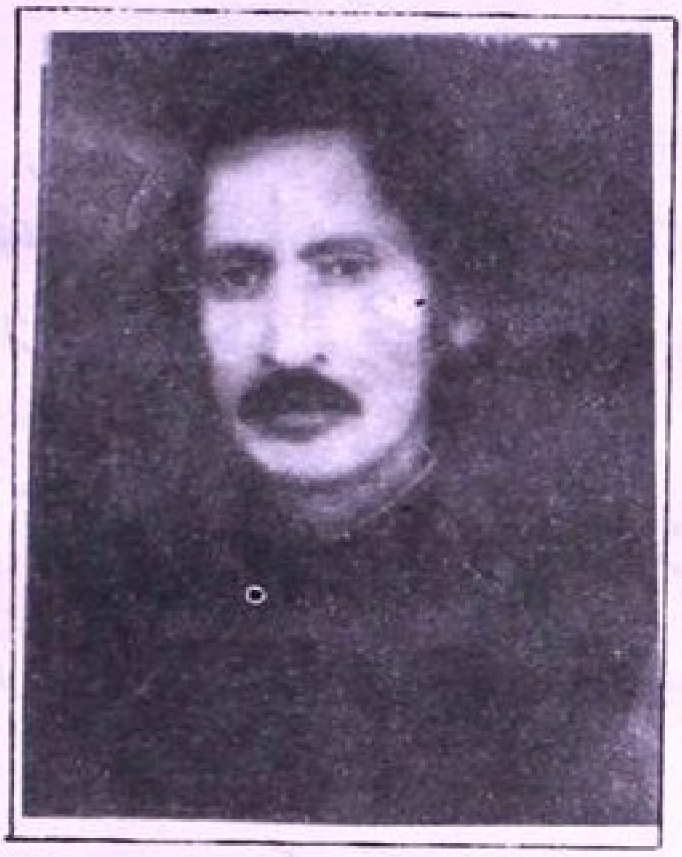

نام ۔ منے علی اکرم انصاری   تخلص ۔ اکرم اسعدی

تعلیم ۔ بی ۔ اے   پیدائش سنہ ۱۹۴۸ء

شرفِ تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ نصرت کالونی نمبر ۴ ۔ سکھر ۔

شفیعِ روزِ جزا محمدؐ
کرم کی ہیں انتہا محمدؐ

پڑی جو افتاد کوئی دل پر
زباں پہ آیا ہے یا محمدؐ

نفس نفس زندگی میں شامل
قدم قدم رہنما محمدؐ

خدا نہیں ہیں یہ سچ ہے لیکن
خدا کا ہیں آئینہ محمدؐ

میری طرف بھی نظر کرم کی
غلام ہوں آپ کا محمدؐ

نہ چمکے قسمت تو میرا ذمہ
کہو تو صلّے علیٰ محمدؐ

یہ میرا اکرم مشاہدہ ہے
غریب کا آسرا محمدؐ

میں کیسے کہوں شاہِ اُمم میرے نہیں ہیں
جب حاصلِ ایمان ہیں جب دل میں مکیں ہیں

فردوس کی ملتی ہے مدینے میں بشارت
قسمت کے دھنی ایسے تو ہم فرش نشیں ہیں

کہتا ہے زمانہ جنھیں سرکارِ دو عالم
وہ عظمتِ انساں کے محافظ ہیں امیں ہیں

دنیا میں کہیں بیٹھ کے میں ان کو کروں یاد
محسوس یہ ہوتا ہے کہ سرکار یہیں ہیں

وہ میرے تھے وہ میرے ہیں وہ میرے رہیں گے
جو مالکِ کونین ہیں، جو سرورِ دیں ہیں

اُس ذاتِ مقدس کی میں توصیف کروں کیا
محبوبِ خدا ہیں وہ حسینوں کے حسیں ہیں

کونین میں اس دل کا بھی ثانی نہیں اکرمؔ
جس دل میں ازل سے شہِ کونین مکیں ہیں

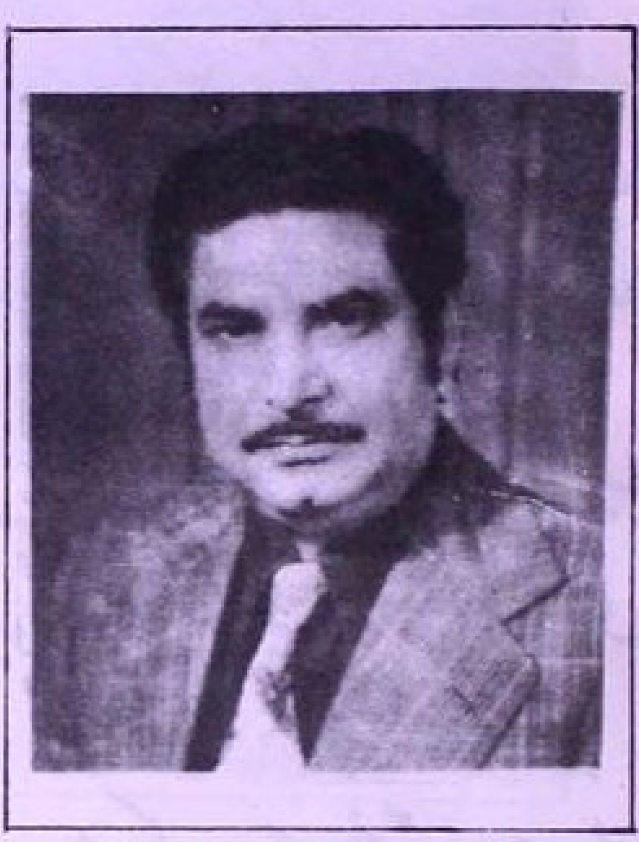

نام ۔ اقبال احمد یزدانی ۔ تخلص ۔ اقبالؔ

پیدائش ۔ ۱۵ر فروری سنہ ۱۹۳۵ء

تعلیم ۔ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس

شرفِ تلمذ ۔ شرفؔ سیمابی

پتہ ۔ لطیف آباد نمبر ۱۰ حیدرآباد ۔

روئے زمیں پہ ایسے مدینہ دکھائی دے
انگشتری میں جیسے نگینہ دکھائی دے

اللہ رے آفتابِ رسالت کا فیضِ نور
ذرّہ تجلّیوں کا خزینہ دکھائی دے

سمجھو نسیم کوئے محمدؐ ہے موجزن
پھولوں کے جسم پر جو پسینہ دکھائی دے

یارب متاعِ دردِ محبت ہو لازوال
حُبِّ رسولؐ سینہ بہ سینہ دکھائی دے

شوقِ دیارِ پاک کا عالم نہ پوچھیئے
جی چاہتا ہے دل میں مدینہ دکھائی دے

اقبالؔ اس کے دین کا کیونکر یقین ہو
جس آدمی کی بات میں کینہ دکھائی دے

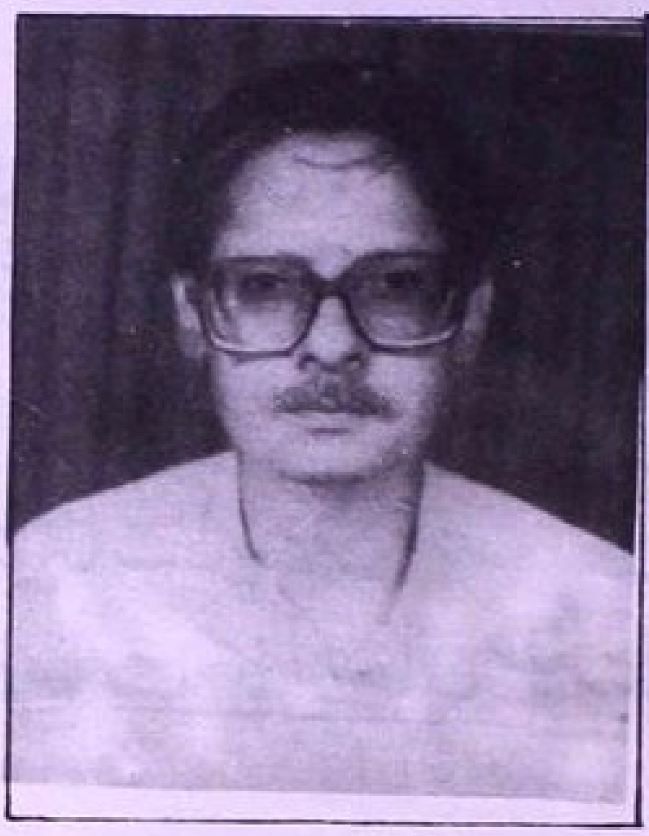

نام ۔ افتخار احمد خان　　تخلص ۔ انجم

تعلیم ۔ ایم ۔ اے　　پیدائش ۔ سنہ ۱۹۴۳ء

شرف تلمذ ۔ جناب سالک عزیزی

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ مکان ۔ مکان نمبر ۱۲ ۔ ٹنڈو یوسف روڈ کمہار پاڑہ حیدرآباد ۔

صبحِ ازل کے مہرِ درخشاں حضورؐ ہیں
تخلیقِ کائنات کا عنواں حضورؐ ہیں

اللہ کے کلام کی تفسیر ہر نفس
ہر گام شانِ حرمتِ قرآں حضورؐ ہیں

تخلیقِ کائنات پہ گر غور کیجئے
خلّاقِ کائنات کا احساں حضورؐ ہیں

محشر میں ہیں شفیع تو دنیا میں راہبر
دونوں جہاں میں محسنِ انساں حضورؐ ہیں

بخشا شعور و آگہی انساں کو آپ نے
اسرارِ کائنات کا عرفاں حضورؐ ہیں

ان کی ضیائے رخ سے منور ہے کائنات
کون و مکاں کے نیّرِ تاباں حضورؐ ہیں

ہر غم کا ہے مداوا محبت حضورؐ کی
انجم ہر ایک درد کا درماں حضورؐ ہیں

حبِّ رسولِ پاک کا سودا جو سر میں ہے
گویا ہر ایک لمحہ مدینہ نظر میں ہے

کعبہ ہے دل میں اور مدینہ نظر میں ہے
اب کیف اور ہی مرے شام و سحر میں ہے

رشکِ صد آفتاب ہیں اس کی تجلیاں
جو ذرہ کوئے حضرتِ خیر البشر میں ہے

اللہ رے تصورِ معراجِ شاہِ دیں
ہر اوجِ کائنات مری رہگذر میں ہے

گردِ رہِ رسول جو آنکھوں میں پڑ گئی
اب کیا بتاؤں بات جو میری نظر میں ہے

سرکار ہی بلائیں تو بطحا پہنچ سکوں
ورنہ کب اتنی تاب مرے بال و پر میں ہے

انجمؔ عطائے شاہ کا عالم تو دیکھئے
کونین جیسے دامنِ دریوزہ گر میں ہے

بنے محترم آئے رسولِ ذی حشم آئے
بڑھی جن سے حرم کی شان وہ جانِ حرم آئے

نہ ہوں کیونکر ورائے فہم و دانش رفعتیں ان کی
کہ جن کے سامنے روح الامیں بھی سر بہ خم آئے

مہ و خورشید بن کر وسعتِ کونین میں چمکے
وہ ذرے خاک کے جو آپ کے زیرِ قدم آئے

سمٹ کر آگئی ساری خدائی اپنے قدموں میں
یہ ان کی چاہ میں اب کون سی منزل پہ ہم آئے

تصدق جان و دل ان کی ادائے غمگساری پر
سمیٹے اپنے دامن میں زمانے بھر کے غم آئے

مکمل کس طرح توصیف ہو شاہِ دو عالم کی
کہاں سے لوح وہ لاؤں کہاں سے وہ قلم آئے

تبسم دائمی ان کا مقدر بن گیا انجم
درِ اقدس پہ جو بھی آپ کے با چشم نم آئے

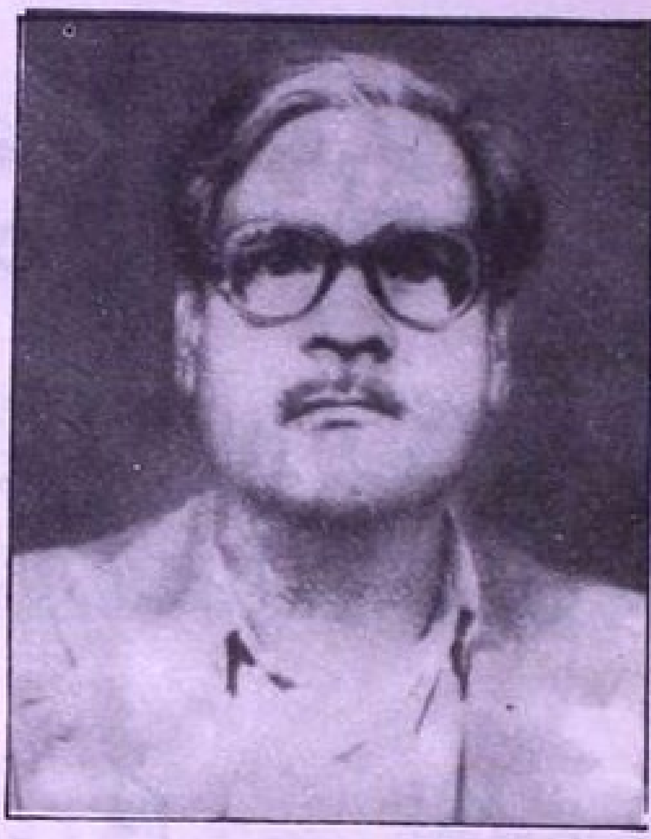

نام ۔ محمد انعام الحق ۔ تخلص ۔ انعام اسعدی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۲۶ء

تعلیم ۔ مڈل ۔

شرف تلمذ ۔ مولانا اسعد شاہجہانپوری مرحوم ۔

پتہ ۔ سمہ سٹہ ۔

مدینے کی زمیں پر جن کا گھر ہے
نظر ان کی فرازِ عرش پر ہے

جہاں روح الامیں سہمے کھڑے ہیں
نبی کی اُس سے آگے رہگذر ہے

زمیں پر رشک ہے ہر آسماں کو
کہ اُس پر سرورِ عالم کا گھر ہے

جو گذرے یادِ محبوبِ خدا میں
وہ لمحہ زندگی کا معتبر ہے

دیارِ مصطفےٰ پر جان نکلے
مرا ارمان کتنا مختصر ہے

جو ہے دیوانۂ سرکارِ انامؐ
اُس انساں کا مقدر اوج پر ہے

جس کو عشقِ حبیبِ خدا چاہیئے
دو جہاں میں اُسے اور کیا چاہیئے

اور ذوقِ سماعت کو کیا چاہیئے
روز و شب ذکرِ خیر الوریٰ چاہیئے

آپ کی ذاتِ اقدس نے ثابت کیا
ذاتِ حق کو بھی اک آئینہ چاہیئے

عشق ہے مصطفےٰ سے تو پھر دوستو
ہر گھڑی لب پہ صلّے علیٰ چاہیئے

حشر میں سر چھپانے کی خاطر ہمیں
رحمتِ مصطفےٰ کی ردا چاہیئے

جلوۂ مصطفےٰ ہر طرف ہے مگر
دیکھنے کے لئے حوصلہ چاہیئے

حشر کے روز انعام گویا بنی
آپ کی ذات کا آسرا چاہیئے

دل و نگاہ کو پاکیزہ تر بنا لیجے
زباں ہو پاک تو پھر نامِ مصطفےٰ لیجے

رحیم ہیں وہ کرم ان کا خاص شیوہ ہے
ذرا ندامتِ عصیاں سے سر جھکا لیجے

رہِ نجات ہے عشقِ رسول میں پنہاں
رہِ رسول میں اپنے قدم جما لیجے

زمانے بھر کے غموں سے نجات ملتی ہے
خلوصِ دل سے ذرا نامِ مصطفےٰ لیجے

ہے زادِ راہ یہی حشر کیلئے الّعام
درود اپنی ہر اک سانس میں سجا لیجے

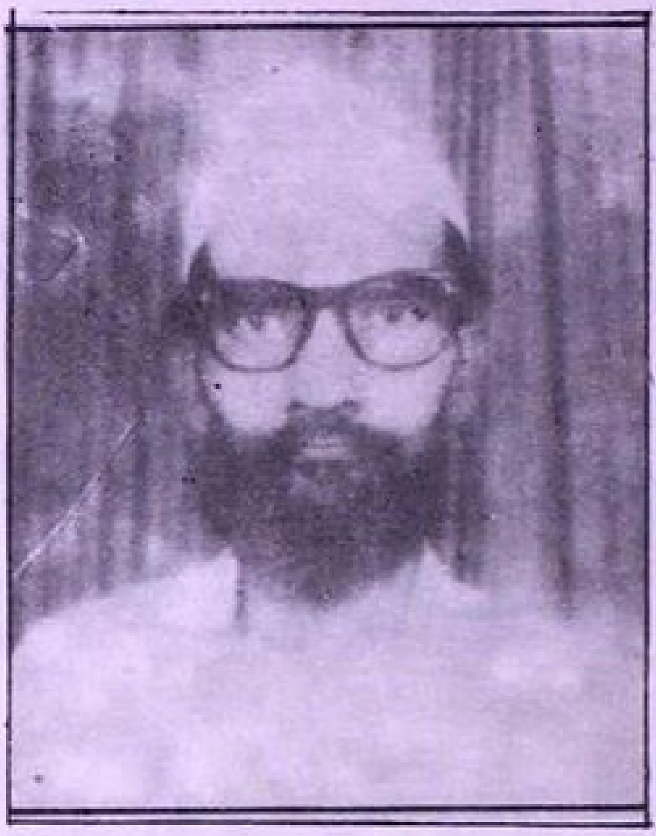

نام ۔ مبین محمد ۔ تخلص ۔ بدر ساگری

تعلیم ۔ مڈل پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۶ء

شرفِ تلمذ ۔ درد اسعدی

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیرِ طباعت ۔ القلم (نعتیہ مجموعہ)

پتہ ۔ ۲۲۶ ۔ بی ۔ لطیف آباد نمبر ۱ ۔ حیدر آباد

دین کی منزل سرورِ عالم
امن کا ساحل سرورِ عالم

میرے سر پر سایہ فگن ہیں
رحمتِ کامل سرورِ عالم

کون و مکان میں دونوں جہاں میں
رونقِ محفل سرورِ عالم

روزِ ازل سے روزِ ابد تک
منزل منزل سرورِ عالم

آپ کو آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں
محفل محفل سرورِ عالم

ہم سے نہ ہوگی آپ کی مدحت
آپ کے قابل سرورِ عالم

بدر کھڑا ہے آپ کے در پر
صورتِ سائل سرورِ عالم

یارب ہوں عطا اب مجھے اسبابِ سفر بھی،
لکھ دے مری تقدیر میں طیبہ کی سحر بھی

وہ جس کے ثنا خواں ہیں مسیحا و خضر بھی
محبوبِ خدا بھی ہیں وہ مقصودِ بشر بھی

دل لطفِ مسلسل کا طلبگار ہوا ہے
میرے لئے کافی ہے مگر ایک نظر بھی

منزل گہِ مقصود مرے قلب و نظر کا
سرکار کا روضہ بھی ہے اللہ کا گھر بھی

سرکار کی توصیف رقم کرنے سے پہلے
رکھتا ہے قلم حرفِ مناجات پہ سر بھی

کیا خوب ہے یہ خوبئ نعتِ شہہِ والا
اظہارِ تمنا بھی ہے اور عرضِ ہنر بھی

پہنچے وہاں معراج کی شب سرورِ عالم
اے بدرؔ جہاں جلتے ہیں جبریل کے پر بھی

زمانے بھر کے شہروں میں مدینہ اور ہی کچھ ہے
جہاں سرکار ہیں میرے وہ دنیا اور ہی کچھ ہے

مدینہ اور ہی کچھ ہے نہ مکّہ اور ہی کچھ ہے
یہ رشتہ اور ہی کچھ ہے یہ قصّہ اور ہی کچھ ہے

ہوا صدیقؓ کی تصدیق سے معلوم دنیا کو
اندھیرا اور ہی کچھ ہے اُجالا اور ہی کچھ ہے

صحابہ چھوڑ کر مکّہ مدینے کیوں چلے آئے
زمانہ کچھ کہے لیکن یہ قصّہ اور ہی کچھ ہے

نظر کی آرزو ہے گنبدِ خضرا کے جلووں تک
دلِ بیتاب کی لیکن تمنا اور ہی کچھ ہے

بہارِ خلد کے جلووں کا بیں منکر نہیں لیکن
مدینے کی فضاؤں کا نظارا اور ہی کچھ ہے

لئے ہے بدر جو آغوشِ رحمت میں دو عالم کو
سراپا نور ہے اس کا اجالا اور ہی کچھ ہے

زینتِ کون و مکاں آپ کی نعت ہے
ظلمتِ دہر میں روشنی نعت ہے

یاد سرکار کی واقعی نعت ہے
جس طرح سے ہو ذکرِ نبی نعت ہے

صبحِ حسنِ ازل آپ کی نعت ہے
روزِ میلاد لیکن بڑی نعت ہے

آپ کی بندگی آپ کی زندگی
گفتنی حمد ہے دیدنی نعت ہے

ذکرِ ربّ العلیٰ ذکرِ خیر الوریٰ
حمد ہی حمد ہے نعت ہی نعت ہے

کون تعریفِ اسمِ محمدؐ کرے
حمد کی حمد ہے نعت کی نعت ہے

کوئی سمجھے تو قرآن کی آیتیں
بدرؔ سارا یہ قرآن ہی نعت ہے

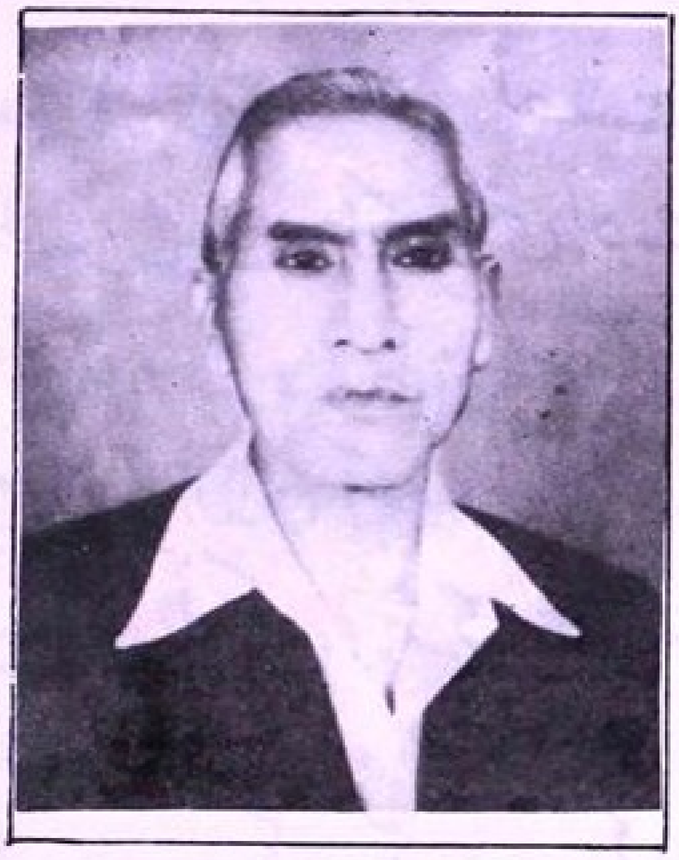

نام ۔ شفیع اللہ خان ۔ تخلص ۔ برگ یوسفی

تعلیم ۔ ادیب کامل ۔ میٹرک پیدائش ۔ ۵ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

شرف تلمذ ۔ حضرت مغیث الدین صاحب فریدی ۔ اکبر آبادی ۔

مطبوعہ کتب ۔ شہر جنوں ۔ غزالِ صحرائی

زیر طباعت ۔ حمد و نعت و منقبت پر مشتمل ہوگا ۔

پتہ ۔ ۲۹۹۶ / سی نزد شہاب سینما ۔ حیدر آباد

یہ عالم بے مثال بھی ہے یہ عالمِ بے مثال کیسا
اِدھر حرم ہے اُدھر مدینہ جمال بھی اور جمال کیسا

طلب سے بھی کچھ سوا ملا ہے عجیب دربارِ مصطفٰے ہے
نبیؐ کے در کا فقیر ہوں میں مرے لبوں پر سوال کیسا

حرم کی محراب جھومتی ہے دھنک بھی کعبہ میں گھومتی ہے
نبیؐ کے ابرو کی جنبشوں میں چمک رہا ہے ہلال کیسا

نبیؐ کے الطافِ خسروی سے نہ کوئی مایوس اُمتی ہو
تجھے ملیں گے نہ خلد و کوثر۔ یہ دل میں آیا خیال کیسا

وہ شامِ اسریٰ کی بات کیا تھی وہ نور کیا تھا وہ رات کیا تھی
تمام پردے اُٹھے ہوئے تھے وصال بھی اور وصال کیسا

میں سبز گنبد کے زیرِ سایہ سنہری جالی کے سامنے ہوں
کسے بتاؤں کسے سناؤں کہ میرے دل کا ہے حال کیسا

یہ طرزِ حسّان میں بھی اے برگؔ اپنی نعتیں سنائے جاؤں
حضور بلوائیں مدینہ۔ یہ عالمِ قیل و قال کیسا

جذبۂ شوقِ سفر بھی ہے پرِ پرواز بھی
کاش آجائے مدینہ سے کوئی آواز بھی

زندگی کا راز بھی ہے زندگی کا ناز بھی
آپ کا کردار بھی اخلاق بھی انداز بھی

یا نبیؐ چشمِ توجہ مجھ پہ ڈالی ہے تو پھر
ڈال دیں دامن میں میرے اپنا دستِ ناز بھی

کیا کوئی ایسا بھی دن آئے گا میری زیست میں
گنبدِ خضرا بھی دیکھوں اور سنوں آواز بھی

جس کو کہتا ہے زمانہ رشکِ فردوسِ بریں
آپ کا شہرِ مدینہ بھی حریمِ ناز بھی

حرفِ مدثّر ہو یا ہو لفظِ مزمّل کی بات
بن گئی قرآں کی صورت آپ کی آواز بھی

برگ کہتے ہیں جسے نعتِ نبیؐ اہلِ قلم
میرے دل کا سوز بھی ہے ساز بھی آواز بھی

لمغرا نبیؐ کے نام کا اک میرے گھر میں ہے
اب تو مری نظر بھی خدا کی نظر میں ہے

کیا معجزہ تصوّرِ خیر البشر میں ہے
آنکھیں ہیں بند اور مدینہ نظر میں ہے

اُس رحمتِ تمام سے جو چاہو مانگ لو
ہر ایک چیز دامنِ خیر البشر میں ہے

سورج کو جن کے جسم کا سایہ نہیں ملے
یہ وصف حق کے آخری پیغامبر میں ہے

اُس کی کوئی نظیر نہ اس کی کوئی مثال
جو معجزہ حضورؐ کا شق القمر میں ہے

جس کی چٹائی تخت۔ عمامہ ہو جس کا تاج
یہ شان دو جہاں کے اُسی تاجور میں ہے

اے برگ چاہتا ہوں مدینہ میں موت آئے
یہ آرزو ہی زندگیٔ مختصر میں ہے

جنت نظر نہ آئے نہ کعبہ دکھائی دے
میں جس طرف بھی دیکھوں مدینہ دکھائی دے

کیا آستاں ہے شاہِ مدینہ کا آستاں
جھک جائے سر تو عرشِ معلّٰی دکھائی دے

یں بھی جو خاکِ نقشِ قدم کی سمیٹ لوں
پھر میرا ہاتھ بھی یدِ بیضا دکھائی دے

جو دیکھ لے جمالِ محمدؐ کو ایک بار
ت پوچھئے کہ پھر اُسے کیا کیا دکھائی دے

یں تجزیہ کروں جو الف لام میم کا
قرآن بھی نبی کا قصیدہ دکھائی دے

معراج پر ہو جب بھی کبھی برگِ گفتگو
قُربِ خدا وہ انجمن آرا دکھائی دے

یا رسولِ خدا آپ کیا آگئے ہوگئی ہر طرف جلوہ گر روشنی
مہر و مہ کی ضرورت نہیں ہے ہمیں مل گئی ہے بڑی معتبر روشنی

شامِ اسریٰ وہ نورِ خدا و نبیؐ منتظر روشنی منتظر روشنی
اس میں حیرت کی کیا بات ہے دوستو مل گئی روشنی سے اگر روشنی

جب خیالِ مدینہ کا امکاں ہوا گوشے گوشے میں دل کے چراغاں ہوا
اپنی نظر دل میں وہ ہے جمالِ نبیؐ۔ ہم کو کیا دیں گے شام و سحر روشنی

وہ حرم ہو مدینہ ہو یا طور ہو صحنِ اقصیٰ ہو یا بیتِ معمور ہو
ساعتیں رک گئی ہیں مگر دوستو کر رہی ہے سفر پر سفر روشنی

برگ صاحب کوئی دیدہ ور چاہیئے دیکھنے کیلئے بھی نظر چاہیئے
رجعتِ شمس ہو یا کہ شق القمر سب ہیں اعجازِ خیر البشر روشنی

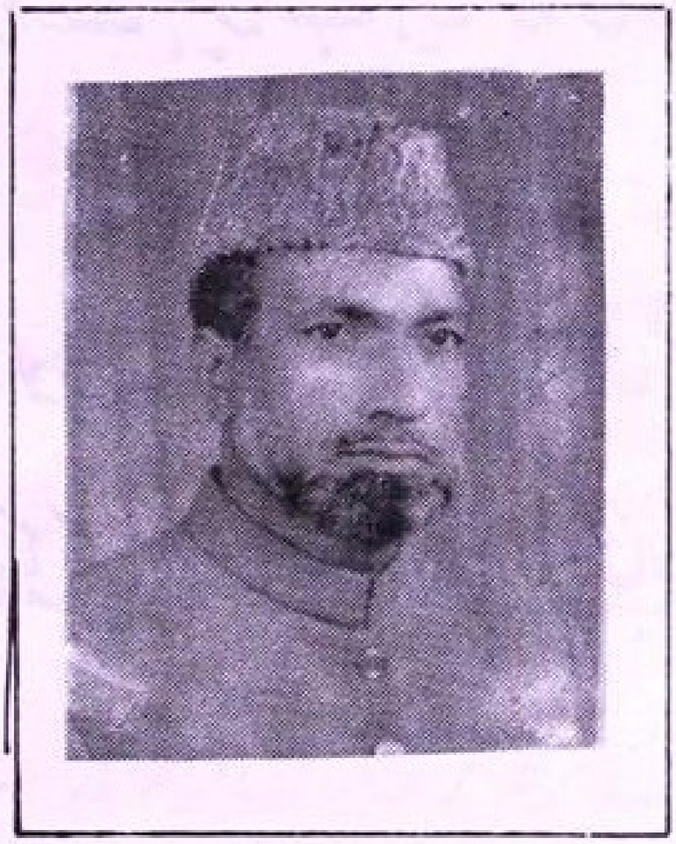

نام ۔ حاجی عبدالرحمٰن خان ۔ تخلص ۔ بسمل آغائی

تعلیم ۔ ادیب ۔ منشی ۔ انٹر   پیدائش ۔ ۱۷ اگست سنہ ۱۹۳۱ء

شرف تلمذ ۔ حضرت عارف اکبرآبادی

مطبوعہ کتب = سلسلۂ خواب

زیر طباعت =

پتہ ۔ ۵ ۳۶ ملکانی لین ۔ حیدرآباد

دلِ دردآشنا محرومِ جلوا ہو نہیں سکتا
شہِ دیں بھول جائیں ہم کو ایسا ہو نہیں سکتا

نظر سے دوران کا روئے زیبا ہو نہیں سکتا
یہ آئینہ کسی صورت میں دھندلا ہو نہیں سکتا

بلاوا آئیگا اک دن مجھے دربارِ احمدؐ سے
مرا دردِ محبت بے نتیجہ ہو نہیں سکتا

قیامت تک بدل سکتا نہیں تقدیر کا لکھا
جو ان کا ہو گیا پھر وہ کسی کا ہو نہیں سکتا

دلِ غمگیں کو دولت مل گئی عشقِ محمدؐ کی
کسی بازار میں اب کوئی سودا ہو نہیں سکتا

منور کر دیا ہے شمعِ عرفانِ محمدؐ نے
ہماری بزمِ دل میں اب اندھیرا ہو نہیں سکتا

درِ آقا سے محشر تک نوازا جائے گا بسملؔ
سمندر کے کنارے کوئی پیاسا ہو نہیں سکتا

دل کو تسکین ملی ۔ روح کو آرام ملا
جب مجھے شاہِ عرب کا کوئی پیغام ملا

اپنی قسمت پہ نہ کیوں ناز کرے وہ اُمّت
جس کو قرآن ملا وہ ملے اسلام ملا

کس کو معلوم کہ جنت میں ملے یا نہ ملے
وہ تاثر جو مدینے میں بہر گام ملا

کیا بتاؤں تمہیں اعجازِ غمِ ہجرِ نبیؐ
دل میں جب ٹیس اٹھی روح کو آرام ملا

راہِ طیبہ میں مزہ پھول کا کانٹوں نے دیا
مختصر یہ ہے کہ آرام ہی آرام ملا

غیر ممکن ہے کہ آجائے زباں تک بسملؔ
ہم کو طیبہ میں جو لطفِ سحر و شام ملا

ورائے منزلِ وہم و گماں محمدؐ ہیں
نہیں کسی کو یہ عرفاں کہاں محمدؐ ہیں

ملی جو رفعتِ ذوقِ نظر تو یہ دیکھا
وہاں ملک بھی نہیں ہیں جہاں محمدؐ ہیں

جگر کا چین نظر کا سکون راحتِ دل
ہر اعتبار سے تسکینِ جاں محمدؐ ہیں

یہ راز اہلِ بصیرت پہ آشکار ہوا
خدا کا نطق خدا کی زباں محمدؐ ہیں

انھیں کے دم ہی سے نبضِ جہاں میں ہے حرکت
یہ واقعہ ہے کہ روحِ رواں محمدؐ ہیں

ملا ہے نعتِ محمدؐ کا یہ صلہ بسملؔ
مرے شفیق مرے مہرباں محمدؐ ہیں

گر طلب سے بھی کچھ ماسوا چاہئے
ان کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے

ہاتھ میں دامنِ مصطفےٰؐ آ گیا
اک گنہگار کو اور کیا چاہئے

لے چلو اب مدینے کو چارہ گرد
مجھ کو طیبہ کی آب و ہوا چاہئے

اُن کے در سے تو ملتا ہے سب کچھ مگر
اپنا کردار بھی دیکھنا چاہئے

وہ ملے دونوں عالم کی دولت ملی
اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہئے

نعمتیں دونوں عالم کی دے کر مجھے
پوچھتے ہیں بتا اور کیا چاہئے

سامنے سرورِ دو جہان آ گئے
حشر میں اور بسملؔ کو کیا چاہئے

نام ۔ محمد عبدالباقی ۔ تخلص ۔ بیتاب

تعلیم ۔ میٹرک　پیدائش ۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۶ء

شرفِ تلمذ ۔ جناب سعید بیلی بھیتی

مطبوعہ کتب = ×

کتب زیرِ طباعت ۔ ×

پتہ ۔ دفتر ٹیلیگراف ۔ سکھر ۔

حسن کا ان کے بڑا شہرا ہوا
از مکاں تا لامکاں چرچا ہوا

کیا ہی ان کے آستاں کی شان ہے
رونقِ عالم وہ کاشانہ ہوا

دل میں یادِ مصطفےٰ جس کے رہی
آخرت کا اس کی سرمایہ ہوا

کیوں خدا مشتاق تھا دیدار کا
عرش والو کچھ بتاؤ کیا ہوا

جھوم اُٹھے بیتاب سے عاصی تمام
جب نزولِ آیۂ ترضیٰ ہوا

نازاں ہیں زیست جن پر اُن کا نظام ایسا
چھایا رہے گا پیہم کیفِ دوام ایسا

مشعل ہدایتوں کی نقش قدم ہیں ان کے
ہر درد کی دوا ہے ان کا ہے نام ایسا

باتیں ہیں ایسی شیریں کھلتے ہوں پھول جیسے
ہر دل میں گھر بنا لے حسنِ کلام ایسا

میرے لبوں پہ ہر دم آقا کی گفتگو ہے
خوش بخت ہوں کہ میں نے پایا مقام ایسا

بیتاب یہ تصرف میرے حضورؐ کا ہے
محفل کو بھا گیا جو تیرا کلام ایسا

آپ کی ذات آخر و اوّل
سارے نبیوں میں آپ ہیں افضل

اس حقیقت میں شک نہیں کوئی
آپ ہی ہر لحاظ سے اکمل

بے بصر کو تلاش ہے کہ ملے
خاکِ بطحا کا پُر اثر کاجل

رحمتوں کی برس رہی ہے گھٹا
ہر طرف ہے کرم کا اک جل تھل

ان کی اُمّت کو ناز ہے بیتاب
ہے تمام اُمّتوں میں جو افضل

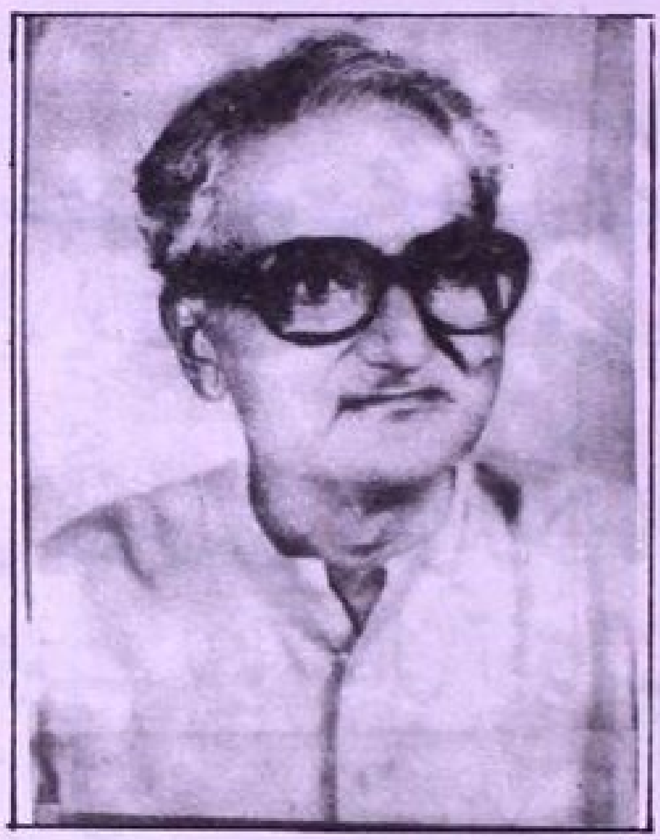

نام ۔ محمد وحید　　　　تخلص ۔ پیامی

تعلیم ۔ مڈل ۔　　　　پیدائش سنہ ۱۹۲۷ء

شرفِ تلمذ ۔ جناب حشری مرحوم

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ حیدر آباد

دیکھا ہے جب سے حُسن رسالتمآب کا
عالم نہ پوچھیئے نگہِ باریاب کا

دل میں ہے داغ عشقِ رسالتمآب کا
ذرّہ سمیٹ لایا جمال آفتاب کا

زلفیں بکھر گئی ہیں عروسِ بہار کی
دیوانہ آرہا ہے رسالتمآب کا

فرشِ زمیں کو جس نے فلک سے ملادیا
اے دل کوئی جواب ہے اس انقلاب کا

سرکارؐ آئیں گے مری بخشش کے واسطے
یوں انتظار ہے مجھے روزِ حساب کا

ہر شے میں پارہا ہوں پیامی حیات نو
جب سے ہوا ظہور رسالتمآب کا

مئے توحید کیا پی ہے گلستانِ محمدؐ میں
کہ قلب و روح دونوں گم ہیں عرفانِ محمدؐ میں

کہاں انسان کو تاب جمال صاحبِ اسریٰ
خدا والشمس خود فرمائے جب شانِ محمدؐ میں

مرے آقا کے در پر خم ہے گردن کج کلاہوں کی
سلاطین زمن بھی ہیں غلامانِ محمدؐ میں

ہزیمت خوردہ تھے مسرور شاداں فتح مکہ پر
کہ عفو عام کا مژدہ تھا فرمانِ محمدؐ میں

وہی مقبول ہیں اب تک رہیں گے تا ابد جاری
جو سکے ڈھل گئے عہد درخشانِ محمدؐ میں

بہاروں پر تبسم ہے فضاؤں میں ترنم ہے
بپا نامی نعت خواں ہے پھر گلستانِ محمدؐ میں

شبِ معراج

رک گئے گردشِ دوراں کے قدم آج کی رات
کھل گیا ادجِ ثریا کا بھرم آج کی رات

رفعتیں سدرہ د طوبیٰ کی ہیں خم آج کی رات
بالِ جبریل پہ ہے ابرِ کرم آج کی رات

حق کے مہمان ہیں محبوب خدا آج کی رات
لب پہ کونین کے ہے صَلِّ علیٰ آج کی رات

آج کی رات حجابات کے بدلے دستور
آج کی رات سرِ عرش ہیں سامانِ ظہور

آج کی رات مداراتِ نبیؐ ہے منظور
آج کی رات کہ ہے نائبِ حق۔ حق کے حضور

یعنی ہر رازِ مشیت کا کھلا آج کی رات
لب پہ کونین کے ہے صلّ علیٰ آج کی رات

آج کی رات کی عظمت کا تو ادراک نہیں
آج کی رات چمک اٹھی ہے فطرت کی جبیں
آج کی رات فلک ناز ہے رہوارِ یقیں
آج کی رات زمیں بوس ہیں ماہ و پرویں

پہنچی معراج پہ تقدیرِ دعا آج کی رات
لب پہ کونین کے ہے صلِ علیٰ آج کی رات

جانب عرش رہے شان سفر آج کی رات
کھل گئے گنبدِ بے در کے بھی در آج کی رات
آئینہ گر بھی ہے آئینہ نگر آج کی رات
التحیات ہے سوغاتِ بشر آج کی رات

سر کو سجدے سے پیامی نہ اٹھا آج کی رات
لب پہ کونین کے ہے صلِ علیٰ آج کی رات

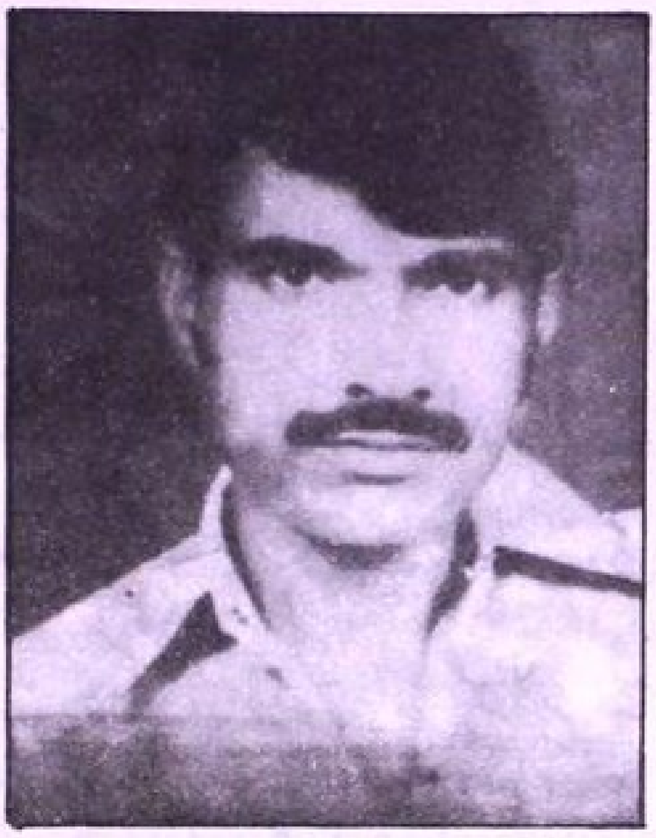

نام - عبدالقادر - تخلص - تاباںؔ

تعلیم - انٹر پیدائش - ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۵۳ء

شرفِ تلمذ - جناب باقی بیناؔب

مطبوعہ کتب - ×

کتب زیرِ طباعت - ×

پتہ - سکھر -

اب اپنا دو جہاں میں سامان بس یہی ہے
اک حسرت مدینہ سینے میں بس گئی ہے

اے دل تجھے مبارک ہجر نبی میں رونا
بخشش کی اک سند ہے اشکوں کی جو لڑی ہے

غیرت سے کیوں چھپے ہیں خورشید و ماہِ کامل
میں نے تو خاکِ طیبہ رخ پر ملی ہوئی ہے

طیبہ کے خار میں نے دامن میں بھر لئے ہیں
اب کیا خدا سے مانگوں اب مجھ میں کیا کمی ہے

قسمت نے کر دیا ہے تاباںؔ سگِ مدینہ
جنت تو ہاتھ باندھے اب سامنے کھڑی ہے

حشر کا دن بخدا اور بھی پیارا ہو گا
بر سرِ عام محمدؐ کا نظارا ہو گا

مصر شیدائی سہی یوسفِ کنعاں کا مگر
ہائے وہ حسن جسے رب نے سنوارا ہو گا

آج خوشبو سے مہکتا ہے صبا کا دامن
عنبریں زلفِ محمدؐ کو سنوارا ہو گا

آج پھر رحمتِ باری کی گھٹا جوش پہ ہے
صدقہ پھر گنبدِ خضریٰ کا اتارا ہو گا

وہ تو خیرات شہنشاہوں میں بانٹے گا سدا
جس نے دامن کو ترے در پہ پسارا ہو گا

گو مرے پاس نہیں حشر کا ساماں تاباںؔ
مطمئن ہوں کہ وہاں ان کا سہارا ہو گا

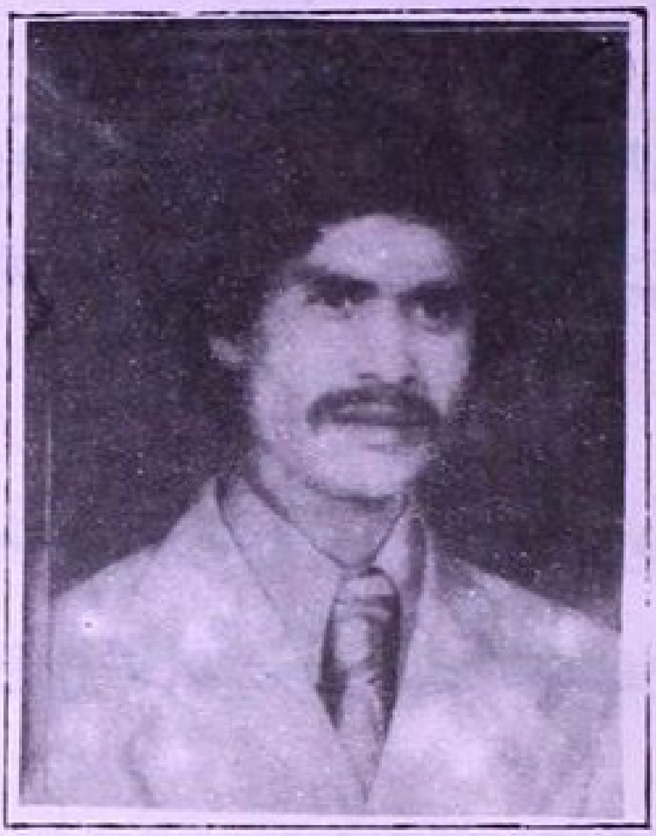

RAMPUR RAZA LIBRARY
45508
25/9/2006

نام - محمد انور انصاری - تخلص تبسم اسعدی

تعلیم - بی اے پیدائش سنہ ۱۹۶۱ء

شرف تلمذ - درد اسعدی

پتہ - مکان نمبر ۱۸۴ بلاک سی یونٹ نمبر ۱۰ لطیف آباد حیدرآباد۔

بغیرِ جلوہ مزہ کچھ نہیں ہے جینے میں
حضور مجھ کو بلا لیجئے مدینے میں

نگاہِ شوق لئے اُن کو کہاں نہیں دیکھا
کبھی تو عرشِ بریں پر کبھی مدینے میں

محبّت شہہِ کونین ہی نے بھر دی ہے
شرابِ بطحا مرے دل کے آبگینے میں

بلند ہے مرا معیارِ آرزوئے نظر
مری نگاہ کی فردوس ہے مدینے میں

اگر وہ چاہیں گداؤں کو بادشاہ کریں
کمی نہیں مرے سرکار کے خزینے میں

بس ایک بار ہی دیدارِ مصطفےٰ ہو جائے
مچل رہا ہے یہ ارمان میرے سینے میں

سنہری جالی کو دل سے لگائے بیٹھا رہوں
مرا قیام تبسّم جو ہو مدینے میں

دیدِ محبوبِ خدا کی جس گھڑی ہو جائے گی
ختم اُس دم میرے دل کی بے کلی ہو جائے گی

بندگی میری مکمل بندگی ہو جائے گی
آپ کی چشمِ عنایت جب کبھی ہو جائے گی

جزوِ دل بن جائے گی جب یادِ محبوبِ خدا
مجھ پہ صدقے رونقِ کونین بھی ہو جائے گی

بخشی جائیگی جب اُمّت روزِ محشر آپ کی
عاصیوں کی اس گھڑی تو عید ہی ہو جائے گی

نورِ سرکارِ دُو عالم کا تصوّر تو کرو
چاند نکلے یا نہ نکلے روشنی ہو جائے گی

قبر کی تاریکیوں میں جب پکاروں گا اُنہیں
تیرگی چھٹ جائے گی اور روشنی ہوجائیگی

ہے یقیں مجھ کو تبسّم میرے آقا کے طفیل
ہم گنہگاروں کی کشتی پار ہی ہو جائے گی

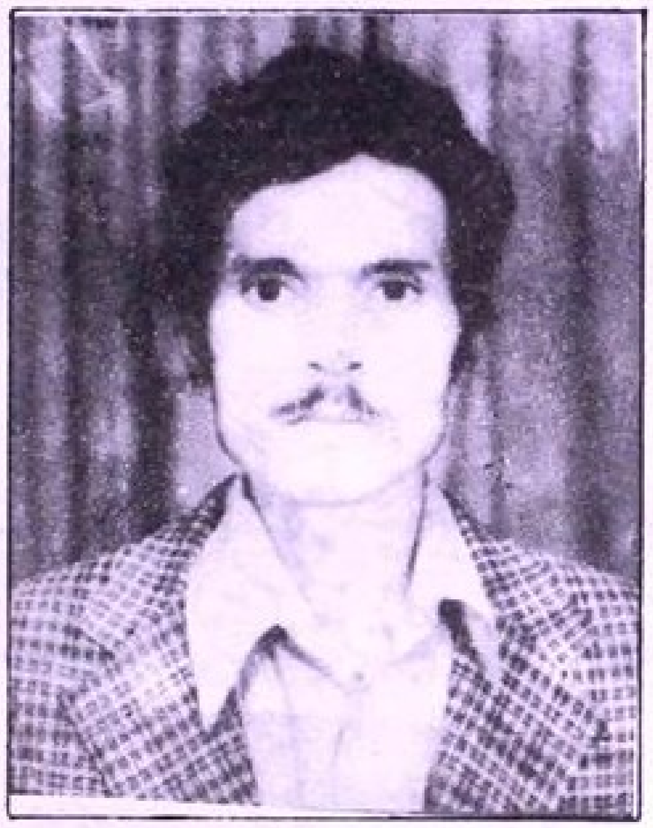

نام ۔ تنویر لکھنوی ۔ تخلص ۔ تنویر

تعلیم ۔ مڈل ۔ پیدائش ۔ سنہ ١٩٤٢ء

شرفِ تلمذ ۔ سعید اختر

پتہ ۔ سکھر (سندھ)

زمیں دیکھ لے انتہائے محمدؐ
ہے عرشِ علیٰ زیرِ پائے محمدؐ

ہنسے پھول، کلیاں ہیں محوِ تبسم
یقیناً کہیں مسکرائے محمدؐ

خبردار اے دل مقامِ ادب ہے
تصوّر میں تشریف لائے محمدؐ

رہا بن کے جو حسرتِ چشمِ موسیٰ
وہ نورِ خدا دیکھ آئے محمدؐ

زمانے میں جو کر گئے حکمرانی
حقیقت میں تھے وہ گدائے محمدؐ

وہی آج پھیلی ہوئی ہے جہاں میں
تجلّی حرا سے جو لائے محمدؐ

میں تنویر کیا اور کیا میری ہستی
یہ کون و مکاں ہیں فدائے محمدؐ

کچھ نہیں درکار بس حبِّ پیمبر چاہیئے
لاکھ میں قطرہ سہی مجھ کو سمندر چاہیئے

آبِ زم زم چاہیئے پھر جامِ کوثر چاہیئے
ہو عطا مجھ کو مجھے دونوں برابر چاہیئے

سبز گنبد کا نظارا ہر قدم پر چاہیئے
اس طرح مجھ کو بلندی پر مقدر چاہیئے

ڈھل رہی ہے آج اشکوں سے تری تر دامنی
اور کیا اس کے سوا اے دیدۂ تر چاہیئے

آپ کی الفت مجھے کافی ہے منزل کے لئے
وہ مسافر اور ہوں گے جن کو رہبر چاہیئے

لے چلا ہے جانبِ بطحا تجھے شوقِ سفر
اس سے بڑھ کر اور کیا اے قلبِ مُضطر چاہیئے

باخدا تنویر نعتِ پاک لکھنے کے لئے
قلب کو عرفانِ تعظیمِ پیمبر چاہیئے

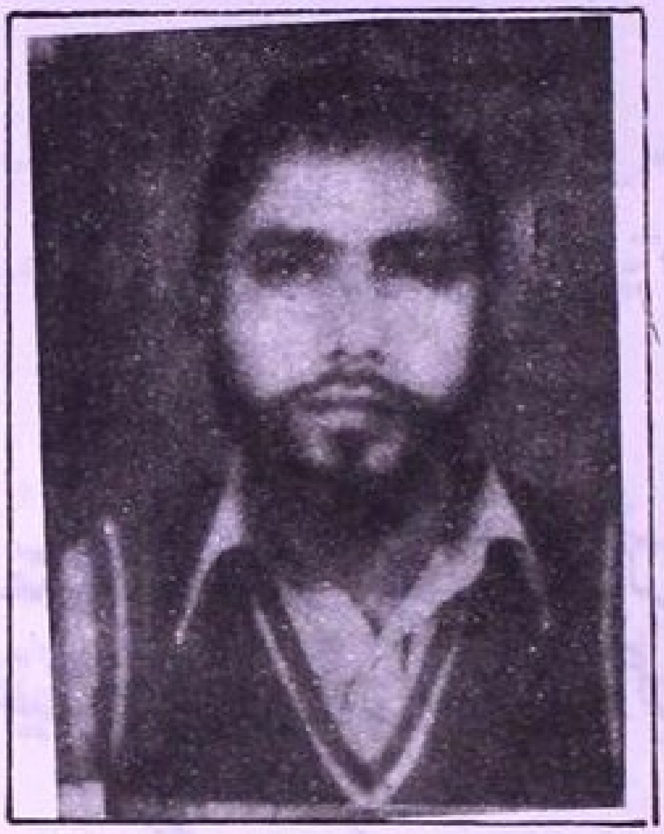

نام ۔ عبدالجبّار تخلص ۔ جبّار اسعدی

تعلیم ۔ مڈل پیدائش ۔ ۱۹۴۳ء

شرف تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ علیگڈھ کالونی ۔ کراچی ۔

تصور میں جو آپ کے کھو گیا
حقیقت سے وہ آشنا ہو گیا

خوشی ہو گئی اس کو حاصل تمام
محبت میں جو آپ کی کھو گیا

رہا جس کے وردِ زباں یا نبیؐ
وہ اپنے لئے نیکیاں بو گیا

نہ آؤں گا واپس کبھی لوٹ کر
مدینے کبھی بس چلا جو گیا

ہوا مجھ کو جبّار حاصل سکوں
پڑھا میں نے صلِّ علیٰ سو گیا

فرش پر آپ ہیں عرش پر آپ ہیں
جس طرف دیکھتی ہے نظر آپ ہیں

کیا ضرورت کہ چاہوں کسی اور کو
جب تمنائے قلب و نظر آپ ہیں

داستانِ عقیدت کو کیوں طول دوں
مدعا میرا المختصر آپ ہیں

اے حبیبِ خدا اے شہِ مرسلیں
حق نگار آپ ہیں حق نگر آپ ہیں

آپ ہی مصدرِ ہر نبی و ولی
منبعِ صاحبانِ نظر آپ ہیں

مجھ کو شدت سے محسوس ہونے لگا
مدتوں سے مکیں میرے گھر آپ ہیں

ہے یہ جبار ادنیٰ غلام آپ کا
میرے سرکار المختصر آپ ہیں

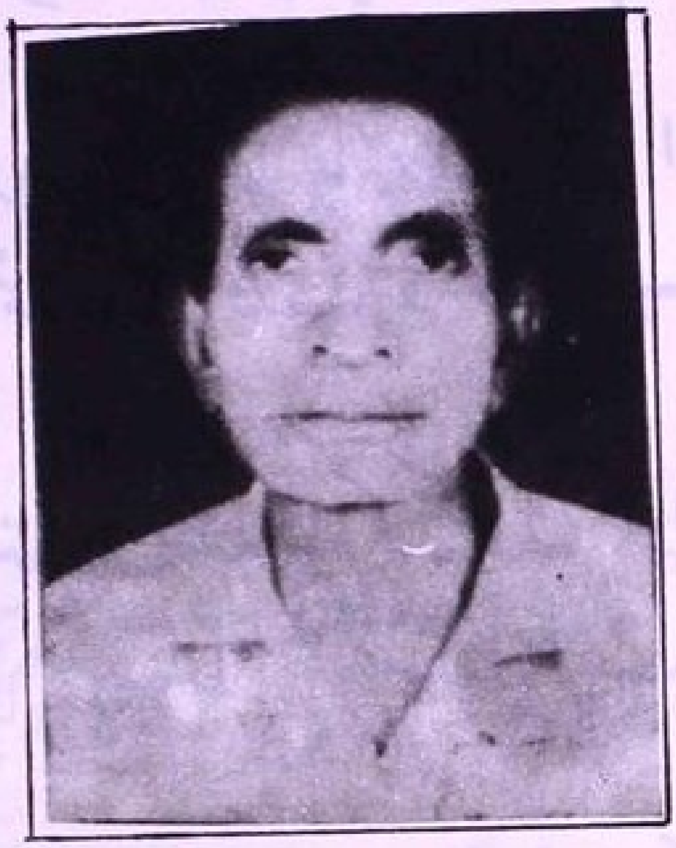

نام ۔ احمد حسین خان جمال زئی ۔ تخلص :۔ جمالی

پیدائش :۔ سنہ ۱۹۱۲ء

تعلیم ۔ میٹرک

شرفِ تلمذ :۔ بسمل لکھنوی

پتہ ۔ پلاٹ نمبر ۴۴/سی ۔ ۲ ۔ یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد ۔ حیدر آباد

جمالی کیا لکھے گا شانِ شایانِ محمدؐ میں
خدائے پاک جب خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ میں

زمین سے عرش تک سب سجدہ ریزی کو تڑپتے ہیں
نجانے کیا کشش ہے طاقِ ایوانِ محمدؐ میں

وہی رحمت وہی شفقت وہی الفت وہی برکت
قیامت تک کمی ہوگی نہ احسانِ محمدؐ میں

بجھے گی پیاس کیا میری فرشتو آبِ کوثر سے
مجھے تم غرق کر دو بحرِ عرفانِ محمدؐ میں

گنہگارو چلے آؤ چلے آؤ چلے آؤ
بڑا سایہ بڑی وسعت ہے دامانِ محمدؐ میں

اگر توحید کے پھولوں سے دامن اپنا بھرنا ہے
جہاں والے چلے جائیں گلستانِ محمدؐ میں

تمہیں جو مانگنا ہے اے جمالی مانگ لو اُن سے
خدا کے فضل سے سب کچھ ہے امکانِ محمدؐ میں

زباں پر یا محمدؐ یا محمدؐ بار بار آئے
مگر اے دل نہ لب پر میرے حرفِ التجا آئے

بہارِ خلد لے کر ساتھ محبوبِ خدا آئے
نرالی شان سے دنیا میں شاہِ دوسرا آئے

یہی ہے آرزو میری کہ اے آقا دمِ آخر
خدا کی یاد آئے اور تصوّر آپ کا آئے

ہوا احساس جب بھی مجھ کو اپنی بے نوائی کا
بڑی شدت سے اس دم یادِ محبوبِ خدا آئے

خضر کی زندگی بھی ہو ہماری موت پر صدقے
مدینے میں جو دم نکلے تو جینے کا مزا آئے

اسی امید میں کٹ جائے ساری زندگی میری
مروں تو میرے دل سے یا محمدؐ کی صدا آئے

جمالی آفتابِ حشر کا اس کو ہو کیوں خطرہ
کہ جس کے ہاتھ دامانِ حبیبِ کبریا آئے

نام ۔ جمیل احمد خان ۔ تخلص ۔ جمیل

پیدائش :۔ ۴ر جنوری سنہ ۱۹۵۰ء

تعلیم ۔ ایم۔ ایس۔ سی ۔ ڈپلوما آف ایسوسی ایٹ

شرف تلمذ ۔ عارف رئیسی اکبر آبادی

مطبوعہ کتب = ×

زیر طباعت = ×

پتہ = ۲۱۹/ای ذیل پاک کالونی ۔ حیدر آباد

محمدؐ کی گلی ہے اور ہم ہیں
عروجِ زندگی ہے اور ہم ہیں

جمی ہیں گنبدِ خضریٰ پہ نظریں
سرورِ سرمدی ہے اور ہم ہیں

درِ حضرت پہ اپنی شان دیکھو
وفا کی چاندنی ہے اور ہم ہیں

شہِ لولاک کی بخشش تو دیکھو
شعورِ بندگی ہے اور ہم ہیں

ادھر بھی اک نظر ساقئِ کوثر
وفورِ تشنگی ہے اور ہم ہیں

بہر منزل۔ بہر جادہ۔ بہر گام
وہی یادِ نبی ہے اور ہم ہیں

جمیلؔ ان کا تصور کہہ رہا ہے
دیارِ سیدی ہے اور ہم ہیں

نام ۔ غلام محی الدین خان ۔ تخلص ۔ حافظؔ
المعروف احمد میاں برکاتی

پیدائش :۔ سنہ ۱۹۵۱ء

تعلیم ۔ حافظ قرآن ۔ قاری عالم، مفتی ۔ قاضی شرع ۔ فاضل
عربی، ایم اے ۔ اسلامیات

شرف تلمذ ۔ مولانا اختر الحامدی مرحوم

پتہ ۔ البرکات ۱۴۳ ۔ سی ۔ لطیف آباد ۔ ۷ ۔ ڈی حیدر آباد

دوستو ان کی طلب میں جسے موت آئی ہے
بخدا اُس نے حیاتِ ابدی پائی ہے

یہ شگوفوں کا تبسم ۔ یہ ہنسی کلیوں کی
اُن کے جلووں کی یہ سب انجمن آرائی ہے

میرے عصیاں مجھے لے آئے ہیں آقا کے حضور
ساتھیو کتنی مبارک مری رُسوائی ہے

چمنِ دل کا ہر اک پھول ہے فردوس بکف
اُن کی یاد آئی ہے یا آج بہار آئی ہے

آپ کی یاد ہے آنسو ہیں شبِ ہجراں میں
بزم کی بزم ہے تنہائی کی تنہائی ہے

میں نے سر رکھ ہی دیا سنگِ درِ اقدس پر
لوگ کہتے رہے دیوانہ ہے سودائی ہے

آج محشر میں ہے کس اوج پہ حافظ کا نصیب
دامنِ سرورِ عالم میں جگہ پائی ہے

نام ۔ عبدالکریم　　تخلص ۔ حسرت اسعدی

تعلیم ۔ مڈل　　پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۲ء

شرف تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ گلی قاضی بابا ۔ شکارپور روڈ ۔ سکھر ۔

میں مقصدِ حیات کو قسمت سے پا گیا
سرکارِ دو جہاں کی غلامی میں آ گیا

وردِ درودِ پاک کا اللہ رے اثر
میرے دل و دماغ پہ اک کیف چھا گیا

محسوس ہو رہا ہے کسک میں بھی اک مزہ
عشقِ رسولِ پاک مجھے راس آ گیا

جن کی طلب میں سوئے مدینہ چلا تھا میں
ہر سمت راستے میں انھیں دیکھتا گیا

مقبول ہو گیا کسی تاخیر کے بغیر
جب خدمتِ حضور میں حرفِ دعا گیا

یادِ رسولؐ آتے ہی۔ طیبہ کی سمت کو
میرا خیال صورتِ موجِ صبا گیا

حسرتؔ حبیبِ حق نے سہارا دیا مجھے
جب راہِ زندگی میں قدم ڈگمگا گیا

دنیا میں بیکسوں کا سہارا حضورؐ ہیں
محشر میں عاصیوں کی تمنّا حضورؐ ہیں

جس کا کوئی کنارا نہ جس کی کوئی بھی حد
ایسے ہی ایک نور کا دریا حضورؐ ہیں

ہوتے اگر نہ آپ تو ہوتی نہ کائنات
تخلیقِ کائنات کا منشا حضورؐ ہیں

کتنا حسین ربط ہے معبود و عبد میں
جلوہ خدا ہے اور نظارا حضورؐ ہیں

شاہد ہر ایک حرف ہے قرآنِ پاک کا
انوارِ لم یزل کا سراپا حضورؐ ہیں

تسلیم کر لیا ہے خدا کے وجود کو
مرکز ہمارے حسنِ یقیں کا حضورؐ ہیں

حسرتؔ مجھے بھی اپنے مقدر پہ ناز ہے
مالک مرے حضورؐ ہیں آقا حضورؐ ہیں

نام ۔ حنیف احمد   تخلص ۔ حنیف اسعدی

تعلیم ۔ ایم ۔ اے ۔ علیگ   پیدائش ۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

شرف تلمذ ۔ والدِ محترم قبلہ مولانا صدیق حسن اسعد شاہجہانپوری مرحوم

مطبوعہ کلام ۔ ذکر خیر الانام (نعتوں کا مجموعہ)

زیر طباعت ۔

پتہ ۔ ۵ ۔ ای ۔ ۶ ۔ ۱۹ ۔ ناظم آباد ۔ کراچی ۔

کیا مرتبہ ہے اُس تنِ عنبر سرشت کا
جس نے کبھی گلہ نہ کیا سنگ و خشت کا

آزادیٔ حرم سے غلاموں کے دن پھرے
انسان پر وبال تھا دیر و کنشت کا

کُنجِ حیات قعرِ جہنم سے کم نہ تھا
آپ آئے زندگی پہ کھلا در بہشت کا

اُس وقت درسِ امر و نہی آپ نے دیا
دنیا کو جب شعور نہ تھا خوب و زشت کا

اُن سرکشوں کو آپ نے خیر آشنا کیا
احساس تک نہ تھا جنھیں اپنی سرشت کا

منشورِ زندگی ہو کہ دستورِ بندگی
عنواں ہیں آپ ہی تو ہر اک سرنوشت کا

لطفِ نبیؐ بھی چاہیے فضلِ خدا کے ساتھ
اعمال پر مدار نہیں ہے بہشت کا

رلشیہ رلشیہ ہے سیہ خانۂ عصیاں ۔ آقا
جانے کیا ہو جو نہ ہوں آپ نگہباں ۔ آقا

دونوں ہاتھوں میں ہے اب آپ کا داماں آقا
کوئی ہمدم ہیں تو ہیں بے سر و ساماں ۔ آقا

ایک ارماں ہے، یہی ایک ہے ارماں آقا
آپ ہی آپ رہیں میرے نگہباں آقا

آپ کا سایۂ رحمت ہے گنہگاروں پر
میں بھی ہوں اپنے گناہوں پہ پشیماں ۔ آقاؐ

آپ کا حسنِ عمل شرحِ کلامِ برحق !
آپ ہیں دینِ مبیں آپ ہی ایماں آقا

ایسے آقا ہیں کہ ہے ساری خدائی ان کی
ایسے بندے ہیں کہ ہے جس کا ثنا خواں آقا

اشکباری کے سوا کیا ہے مرے پاس جواب
مجھ سے کچھ پوچھتی ہے عمرِ گریزاں ۔ آقا

دستِ طلب ہوں دستِ کرم چاہتا ہوں میں
غم تو بہت ہیں آپ کا غم چاہتا ہوں میں

اے رہنمائے انفس و آفاقِ کائنات
بس آپ ہی کے نقشِ قدم چاہتا ہوں میں

رحمت مآب۔ دیدہ و دل پر بھی اک نگاہ
دل کا گداز آنکھ کا غم چاہتا ہوں میں

آقا عطا ہو مجھ کو بھی عرفانِ بندگی
اپنی نظر میں اپنا بھرم چاہتا ہوں میں

کعبہ ہو میرے دل میں مدینہ نگاہ میں
دونوں تجلیوں کو بہم چاہتا ہوں میں

لکھنی ہے ذرہ ذرہ پہ مدحِ حبیبِ پاک
شایانِ شان لوح و قلم چاہتا ہوں میں

ہر لحظہ محوِ یادِ خدا ہوں مگر حضورؐ
کیسے کہوں کہ آپ کو کم چاہتا ہوں میں

حاضری قرض ہے یہ قرض اتاروں کیسے
زندگی آپ کے قدموں پہ گذاروں کیسے

میں نے دیکھا تو نہیں آپ کو سوچا ہے بہت
خیرہ آنکھوں میں خدوخال ابھاروں کیسے

جسم کے ساتھ مری روح بھی آلودہ ہے
روح میں آپ کے جلووں کو اُتاروں کیسے

اک لگن ہے جو شب و روز رلاتی ہے مجھے
میرے آقا یہ شب و روز گذاروں کیسے

یاد آتے ہیں مصیبت میں ہمیشہ غمخوار
یا محمدؐ نہ کہوں میں تو پکاروں کیسے

آپ کے قدموں پہ جھکنے کو جبیں ہے بیتاب
آپ کا حکم نہیں سجدہ گذاروں کیسے

زہے نصیب اُنھیں ربط حالِ زار سے ہے
مری مراد مدینہ کے تاجدار سے ہے

محیطِ جاں ہے وہی مرکزِ جہاں ہے وہی
قرارِ قلب کو جس نقطۂ قرار سے ہے

کلام حق سے ہے ظاہر حبیبِ حق ہیں وہی
جہاں بھی ذکر ہے ان کا بڑے ہی پیار سے ہے

مری نجات کا اعمال پر مدار نہیں
یہ آسرا مجھے محبوبِ کردگار سے ہے

انھیں سے ہوگا شفاعت کا مرحلہ آساں
وہی تو ہیں جنھیں شفقت گناہ گار سے ہے

اگر ہے ان سے محبت تو حکم بھی مانو
امید ان کو یہ اپنے امیدوار سے ہے

بیادِ ذاتِ گرامی بہ فیضِ قلبِ گداز
سکون دل کو بہت چشمِ اشکبار سے ہے

نام ۔ محمد حسین ۔ تخلص ۔ خادمؔ

تعلیم ۔ مڈل پیدائش سنہ ۱۹۲۵ء

شرف تلمذ ۔ مولانا ضیاء القادری ۔ نہال اجمیری

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ حیدرآباد

قرینہ ساز بنایا ہے بے قرینوں کو
خرد کا تاج دیا بادیہ نشینوں کو

یہ فیض آپ کے قدموں کا کوئی کم تو نہیں
کہ آسمان پہ پہنچا دیا زمینوں کو

نمودِ لطفِ رسالت مآب کیا کہنا
نوازتے ہیں وہ ہم جیسے کمترینوں کو

عطا کیا ہے حرا کے خموش گوشوں نے
شعورِ سجدہ، خود آگہی جبینوں کو

لرز کے رہ گئے بت کائناتِ باطل کے
صداقتوں نے سنوارا جب آستینوں کو

جمال ان کا کہ پتھر دلوں کو موم کرے
جلال ان کا کہ دے آب آبگینوں کو

میں خادمی ہوں ثنا خوانِ سیدِ کونین
ہے رشک مجھ پہ بجبت آسماں نشینوں کو

دل میں یاد نبی جلوہ گر ہو گئی
زندگی خوب سے خوب تر ہو گئی

جب دیارِ نبی کا خیال آ گیا
دل دھڑکنے لگا آنکھ تر ہو گئی

تاجور بن گیا معتبر ہو گیا
کملی والے کی جس پر نظر ہو گئی

مصطفیٰ کی خوشی مصطفیٰ کی دعا
با اثر ہو گئی بارور ہو گئی

جب رسالت کی زلفیں سنواری گئیں
تیرگی چھٹ گئی اور سحر ہو گئی

عظمتِ انگشتِ احمدؐ کی صلے علیٰ
ماہ و خورشید سے جلوہ گر ہو گئی

ہو گئی خادمی ساری دنیا اُدھر
اُن کی چشمِ عنایت جدھر ہو گئی

یہ کمالِ عظمتِ بندگی یہی بندگی کا صلا بھی ہے
کہ جو نور غارِ حرا میں ہے وہی شمعِ بزمِ دنا بھی ہے

یہ عروج کس کو نصیب ہے یہ شرف کسی کو ملا بھی ہے
جو تمام عشق کی جان ہے وہ بشر حبیبِ خدا بھی ہے

کہیں دیکھنے کا تو ذکر کیا کبھی تم نے ایسا سنا بھی ہے
کہ جو رازدار فنا کا ہے وہ امینِ رازِ بقا بھی ہے

وہ جو مردہ روحوں کی زندگی وہ جو بے نواؤں کا آسرا
وہ مسیح کی بھی ہے آرزو وہ خلیلِ حق کی دعا بھی ہے

یہ کمال عشق کا خادمی کوئی پوچھے دل سے بلال کے
کہ جو کل تھا ذرۂ بے نوا وہی آج مہرِ وفا بھی ہے

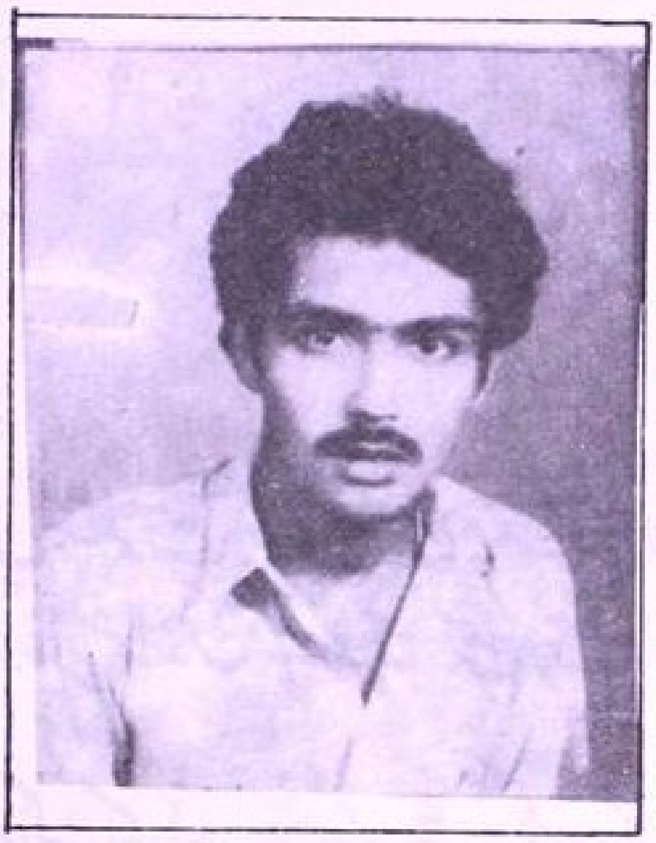

نام ۔ محمد ندیم ۔ تخلص ۔ خاور

تعلیم ۔ میٹرک ۔ پیدائش، ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۶۵ء

شرف تلمذ ۔ ×

پتہ ۔ ۴۷ ۔ شاہ نجف ۔ مہران کالونی لطیف آباد نمبر ۱ حیدرآباد

ہر ذرّہ کائنات کا جس کے اثر میں ہے
اللہ جانے کون لباسِ بشر میں ہے

ممکن نہیں کہ اور کہیں مل سکے مثال
جیسا کمال صاحبِ شق القمر میں ہے

بالا ہے عقل و فہم سے رفعت حضورؐ کی
اوجِ نجوم و ماہ اسی رہ گذر میں ہے

شاید یہ ہو کے آئی ہے شہرِ رسولؐ سے
خوشبو بسی ہوئی جو نسیمِ سحر میں ہے

خاور زباں پہ شام و سحر ہے سلامِ شوق
تخلیقِ کائنات کا منشا نظر میں ہے

نام ۔ مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی

تخلص ۔ خلیل مارہروی

پیدائش ۔ ۱۹۲۰ء

تعلیم ۔ مولوی ۔ عالم ، فاضل عربی ۔

تلمذ ۔ مولانا امین الدین صاحب

تصانیف ۔ بیشمار مذہبی کتب

پتہ ۔ ۱۴۳ ۔ سی لطیف آباد ۷ ڈی حیدر آباد ۔

یہ دولت اصل سرمایہ ہے انساں کی عقیدت کا
غلامی شاہِ والا کی شرف ہے آدمیت کا

شفاعت ڈھونڈ لائی خود سیہ کارانِ اُمت کو
سہارا ڈوبتوں کو مل گیا۔ اشکِ ندامت کا

یقیناً ہے یہ گیسوئے نبی کی جلوہ سامانی
کہ چہرہ فق ہوا جاتا ہے خورشیدِ قیامت کا

مسرت کے دیئے روشن ہیں دل کے آبگینوں میں
حرم میں اور ہی عالم ہے میری شامِ غربت کا

حضور آئے سہارا مل گیا ہم بے سہاروں کو
یہاں بھی اُن کی رحمت کا وہاں بھی اُنکی رحمت کا

خلیلِ زار کا مدفن بنا آغوشِ طیبہ میں
بالآخر سامنے آیا نوشتہ کلکِ قدرت کا

سنگِ درِ جاناں ہے اور ناصیہ فرسائی
یارب مرے سجدوں کی ہو جائے پذیرائی

پھرتی ہے نگاہوں میں فردوس کی رعنائی
خاکِ رہِ طیبہ ہے یا سُرمۂ بینائی

بے اُن کے توسّط کے مانگے بھی نہیں ملتا
بے اُن کے توسّل کے پُرسش ہے نہ شنوائی

یادِ شہِ کوثر میں یوں دل ہے طرب آگیں
جیسے کہیں بجتی ہو فردوس میں شہنائی

رحمت نے خلیلؔ ان کے دامن میں اماں بخشی
جب بھی مرے عصیاں نے چاہی مری رسوائی

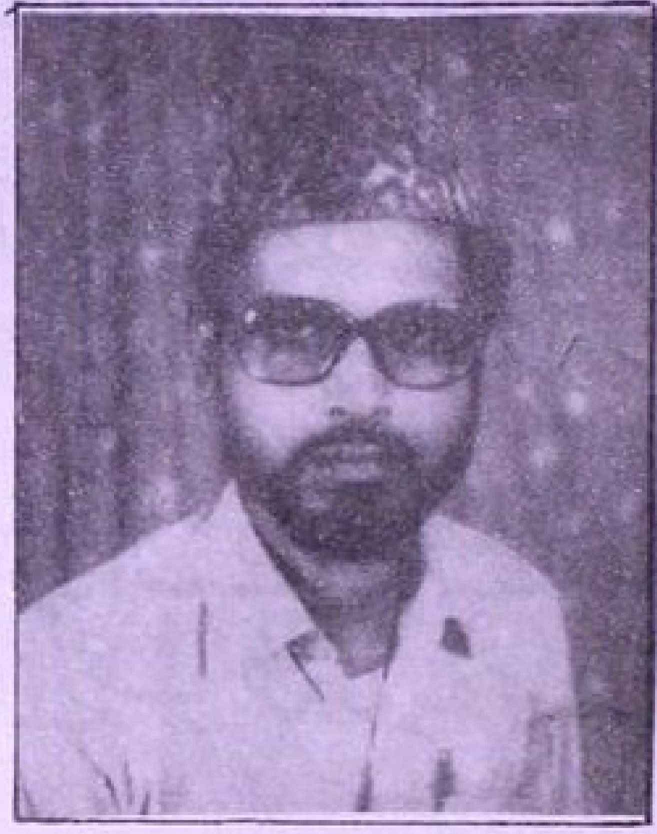

نام ۔ خلیل الرحمٰن خان ۔ تخلص ۔ خلیلؔ

تعلیم ۔ مڈل پیدائش ۔ سنہ ۱۹۵۲ء

شرف تلمذ ۔ دردؔ اسعدی

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ لطیف آباد نمبر ۱۲ حیدرآباد

مرا دل بھی نثارِ مصطفےٰ ہو
خداوندا یہ جذبہ بھی عطا ہو

خدا کو ہوگا وہ خود کتنا پیارا
کہ جس کا نام محبوبِ خدا ہو

ستم کی آگ سے جلتے سر دل پر
خدایا رحمتِ کل کی رِدا ہو

انھیں کے نام سے یوں دل ہے روشن
اندھیری رات میں جیسے دیا ہو

حسینوں کا حسیں دونوں جہاں میں
نہیں ممکن کہ کوئی آپ سا ہو

قلم تعریف اُن کی کیا لکھے گا
فرازِ عرش جن کے زیرِ پا ہو

خلیلِ بے نوا اسمِ محمدؐ
مرے دل کے دھڑکنے کی صدا ہو

ساحل دکھائی دے نہ سفینہ دکھائی دے
میں جس طرف بھی دیکھوں مدینہ دکھائی دے

جس آنکھ کو نصیب ہو خاکِ درِ رسولؐ
اس کو کرم کا ایک خزینہ دکھائی دے

موجیں چلیں درود کی کچھ اس طرح سے آج
ساحل بدوش مجھ کو سفینہ دکھائی دے

دیوانگیٔ شوق کا عالم نہ پوچھیے
کعبہ مجھے بہ شکلِ مدینہ دکھائی دے

عظمت پہ جس کی ناز کرے ساری کائنات
یارب وہ زندگی کا قرینہ دکھائی دے

اس وقت مجھ کو آپ کا سایہ ملے کہ جب
ماتھے پہ دو جہاں کے پسینہ دکھائی دے

لوحِ مزار گنبدِ خضرا میں اے خلیلؔ
انگشتری میں جیسے نگینہ دکھائی دے

تصوّر میں مدینہ ہے لبوں پہ نعتِ سرورؐ ہے
خدا کے فضل سے اب اوج پر اپنا مقدر ہے

خدائے لم یزل کا یہ کرم بھی خاص مجھ پر ہے
مری ہر سانس خوشبوئے رسالتؐ سے معطر ہے

تبسّم کی ردا پہنائی جس نے زرد پھولوں کو
وہی اُمّی لقب عالی نسب اپنا پیمبرؐ ہے

زمانے کا تغیّر بھی جسے دھندلا نہیں سکتا
شبِ اسریٰ کا ایسا ایک انمٹ نقش دل پر ہے

جہاں تھے عبد اور معبود دونوں ایک مرکز پر
نگاہِ عرش میں محفوظ اک ایسا بھی منظر ہے

جہالت کے اندھیروں میں یہ فیضِ احمدِ مرسلؐ
خلیلؔ حدِ نظر تک ایک رحمت کا سمندر ہے

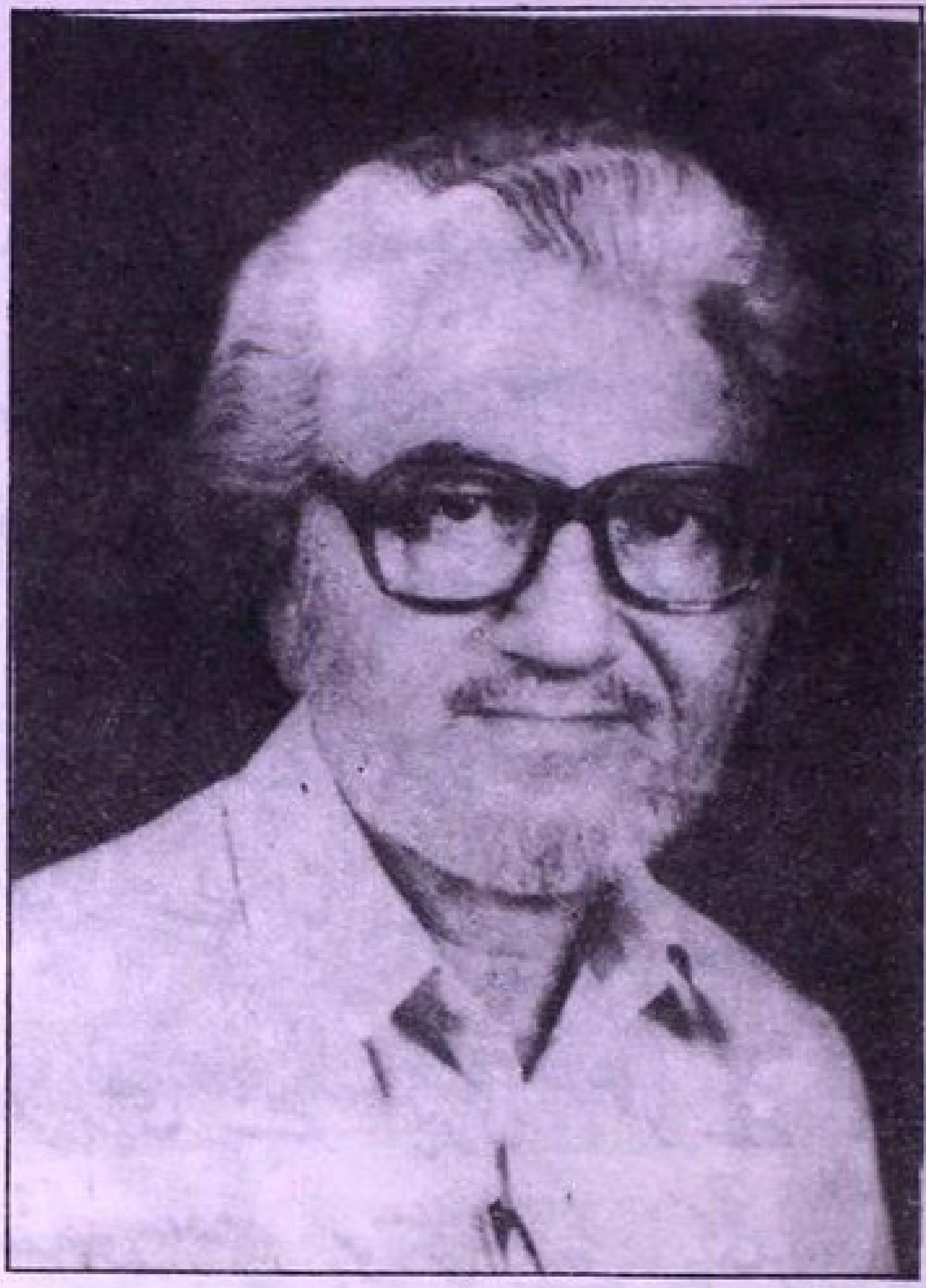

نام ۔ مرتضیٰ علی خان ۔ تخلص درد اسعدی

تعلیم ۔ میٹرک ۔ ادیب پیدائش ۱۲ جون سنہ ۱۹۱۹ء

شرف تلمذ ۔ مولانا صدیق حسن صاحب اسد شاہجہانپوری مرحوم

مطبوعہ کتب ۔ چراغِ رہگزر ۔ درد کی لہر ۔ ہمہ رنگ

مُرتّبہ کتب ۔ مہران سورج ۔ الجہادُ بالقلم ۔ آگہی ۔ معراجِ خیال

زیر طباعت = احساسات

پتہ ۔ ۴۵۱/سی لطیف آباد نمبر ۱ حیدرآباد

میں دیوانہ ہوں اُس روئے مبیں کا
جو ہے محبوب رَبُّ العالمیں کا

محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ
وظیفہ ہے دلِ اندوہگیں کا

پشیماں جب ہوا تر دامنی پر
سہارا لے لیا ہے آستیں کا

نظر رہتی ہے میری سوئے بطحا
سفر درپیش ہو چاہے کہیں کا

نہ پوچھو مجھ سے کیفِ زندگانی
کرم ہے رحمت العالمیں کا

مری ہر نعت کو لکھنا۔ عبادت
فریضہ ہے کراماً کاتبیں کا

کہیں گے اہلِ بطحا دردؔ اک دن
یہ دیوانہ ہے دیوانہ یہیں کا

چراغِ زیست جب گل ہو رہا ہو
نگاہوں میں شبیہِ مصطفیٰؐ ہو

نہ قربت ہو نہ کوئی فاصلہ ہو
اویسی زندگی یارب عطا ہو

قیامت تک جو ہر رہرو کے ضامن
دو عالم میں وہ تنہا رہنما ہو

طلبگارِ مدینہ کا یہ عالم
کہ جیسے زندگی کو ڈھونڈتا ہو

وہ روزِ امن ہو یا روزِ محشر
خدا سے واسطہ بالواسطہ ہو

وہ کیوں الفاظ کو کاغذ پہ لائے
جو خود ہی نعت بن کر رہ گیا ہو

عقیدت کا مزہ اے دردؔ جب ہے
براہِ راست ان سے رابطہ ہو

وضو ہے فرض رکوع وسجود سے پہلے
بہاؤ اشک بھی وردِ درود سے پہلے

ہماری روح نے تعظیم کی محمدؐ کی
ازل میں مسئلہ ہست و بود سے پہلے

حضورؐ آپ نے بخشا یہ زندگی کو سبق
مشاہدہ ہے ضروری شہود سے پہلے

صبا۔ سلام تو کہنا بصد خلوص۔ مگر
پیامِ دید نہ دینا درود سے پہلے

خدا کے ساتھ نظر آئیں گے محمدؐ بھی
نکل کے دیکھو خرد کی حدود سے پہلے

ہر اک نبی نے کیا ہے حضورؐ آپ کا ذکر
نمود ہو ہی گئی تھی نمود سے پہلے

کسی طرح بھی گوارا نہیں ہیں درؔد مجھے
رسولِ پاک کی باتیں درود سے پہلے

وہ دل جس میں عشقِ رسولِ خدا ہے
بہت محترم ہے بڑے کام کا ہے

حقیقت ہیں یہ صدقۂ مصطفےٰ ہے
خدا سے مرا سلسلہ جا مِلا ہے

نظر جس میں آتا ہے حُسنِ محمدؐ
مرے پاس ایسا بھی اک آئینہ ہے

کبھی ان کے روضہ سے باہر نہ آیا
تخیّل ہمیشہ مقیّد رہا ہے

وہ ہستی رسولِ خدا کی ہے ہستی
زمانہ کا جس نے احاطہ کیا ہے

کہاں پاؤں رکھے گا اُس سرزمیں پر
مسافر مدینے کا یہ سوچتا ہے

کبھی درد کو آپ اپنا کہیں گے
اسی آرزو میں وہ زندہ رہا ہے

دور ہو کر بھی نزدیک تر آپ ہیں
اب تصوّر میں پیشِ نظر آپ ہیں

وجہ تسکینِ قلب و جگر آپ ہیں
میرا کوئی نہیں ہے مگر آپ ہیں

دل میں رہتی ہے ہر وقت یاد آپ کی
مستقل میہماں میرے گھر آپ ہیں

نور سے جس کی خالق نے تخلیق کی
وہ نبی آپ ہیں وہ بشر آپ ہیں

بزم در بزم ہیں آپ کے تذکرے
رہگذر رہگذر جلوہ گر آپ ہیں

آشنا ہوں عبادت کے آئین سے
میرا رُخ بھی اُدھر ہے جدھر آپ ہیں

ایک پل بھی نگاہوں سے ہٹتے نہیں
درد پر مہرباں کس قدر آپ ہیں

راحت عارفی (حیدرآباد)

سرنگوں قدموں میں اُس کے گردشِ ایام ہے
جس کے ہونٹوں پر محمدؐ مصطفےٰ کا نام ہے

آپ کا لطف و کرم ہے آپ کا ہے التفات
اہلِ دنیا کو جو حاصل نعمتِ اسلام ہے

باعثِ تخلیقِ کل ہے آپ ہی کی ذاتِ پاک
زندگی ہی زندگی سرکار کا پیغام ہے

آپ ہی کے دم سے مہکا ہے جہانِ رنگ و بُو
یہ بہارِ زندگی بھی آپ کا انعام ہے

قابلِ تحسین ہیں وہ لوگ راحتؔ عارفی
موجزن سینوں میں جن کے جذبۂ اسلام ہے

تمنا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو
جبیں میری ہو ان کا نقشِ پا ہو

کرم ہم پر بھی محبوبِ خدا ہو
زمیں دو گز مدینے کی عطا ہو

ملے مجھ کو بھی اذنِ باریابی
مری جانب بھی چشمِ مصطفےٰ ہو

مسیحائے زمانہ آپ ٹھہرے
ہمارے درد و غم کی بھی دوا ہو

سوا نیزے ہو جب خورشیدِ محشر
ہمارے سر پہ رحمت کی گھٹا ہو

زمانے کو منور کرنے والے
مرے تاریک دل میں بھی ضیا ہو

دمِ آخر تمنا ہے یہ راحتؔ
مرا سر ہو درِ خیر الوریٰ ہو

راغب کوٹوی (حیدرآباد)

دیارِ پاک پر جاؤں یہ میرا پھر ارادہ ہے
کہ شوقِ دید اب دل میں زیادہ سے زیادہ ہے

شرف حاصل ہو مجھ کو آپ کے در کی گدائی کا
یہ میری مختصر سی آرزو ہے اور سادہ ہے

کہیں دھوکہ نہ دے جائے مری یہ آبلہ پائی
مدد فرمائیے آکر مسافر پا پیادہ ہے

سفر اس شان سے طے کر رہا ہوں جانبِ بطحا
نہ منزل ہے کوئی میری نہ کوئی میرا جادہ ہے

بچا لینا ندامت سے بروزِ حشر راغب کو
مرے آقا بدن پر تو گناہوں کا لبادہ ہے

صدرِ فخرِ کائنات ہے ایوانِ مصطفےٰ
جبریل سا فرشتہ ہے دربانِ مصطفےٰ

میری نظر کے سامنے روضہ نبی کا ہو
لکھنے لگوں جو نعت لجنوانِ مصطفےٰ

ہم عاصیوں کو دولتِ قرآن بخشدی
کتنا عظیم تر ہے یہ احسانِ مصطفےٰ

روزِ جزا کا خوف نہ ہو اس کو حشر میں
جس کو جہاں میں مل گیا دامانِ مصطفےٰ

اے گردشِ تمام تو جا اپنی راہ لے
مجھ کو نہ چھیڑ میں ہوں ثنا خوانِ مصطفےٰ

جھکتے نہیں ہیں قیصر و کسریٰ کے سامنے
ڈرتے نہیں کسی سے غلامانِ مصطفےٰ

راغبؔ ہے صرف گوشۂ دل میں اک آرزو
اک بار میں بھی دیکھوں گلستانِ مصطفےٰ

نام۔ آنسہ رعنا ناہید

تخلص ۔ رعنا

پیدائش ۔ ۱۹ر جولائی سنہ ۱۹۵۷ء

تعلیم ۔ ایل، ایل، بی، ایم، اے (اردو ادب)

شرفِ تلمذ ۔ وقار صدیقی (مرحوم)

پتہ ۔ حیدرآباد ۔

تمام خوبیاں ختم ان کی ذات پر کیا خوب
جو ختم کرنے کو آئے زمیں پہ سارے عیوب

وہ روشنی ہیں اور اک ایسے آفتاب کی ہیں
کہ جس کے واسطے لازم نہیں طلوع و غروب

انہیں کے نور سے تنویرِ شرق و غرب ہوئی
انہیں کے نور سے روشن ہوئے شمال و جنوب

نگار خانۂ دنیا میں لاجواب ہے وہ
خدائے پاک کو جو ذات ہو گئی محبوب

جمال ہر درِ عالم میں ہے وہ تابانی
ہر ایک فکر ہے حیراں ہر اک نظر محجوب

جو ناپسند ہے ان کو وہ ناپسند ہمیں
ہمارے واسطے مرغوب جو انہیں مرغوب

درودِ پڑھنے کا یہ فیضِ خاص ہے رعنا
نکھر گیا ہے بہت میری نعت کا اسلوب

جب مصیبت کا کوئی سخت مقام آتا ہے
لب پہ بس میرے محمد ہی کا نام آتا ہے

دل میں اک ہوک سی اٹھتی ہے زیارت کیلئے
اس طرح بھی تو مدینے سے پیام آتا ہے

اسی امید پہ زندہ ہوں بلاوا ان کا
صبح آتا ہے مرے نام کہ شام آتا ہے

ہم کہیں بھی ہوں مگر ساقیِ بطحا کی قسم
تشنہ کاموں کیلئے جام پہ جام آتا ہے

یاد رہتا نہیں کچھ اُن کی اطاعت کے سوا
عشقِ سرکار میں ایسا بھی مقام آتا ہے

اُن کی رحمت ہی سے سب کام بنے ہیں رعنا
ہم نکمے ہیں ہمیں کون سا کام آتا ہے

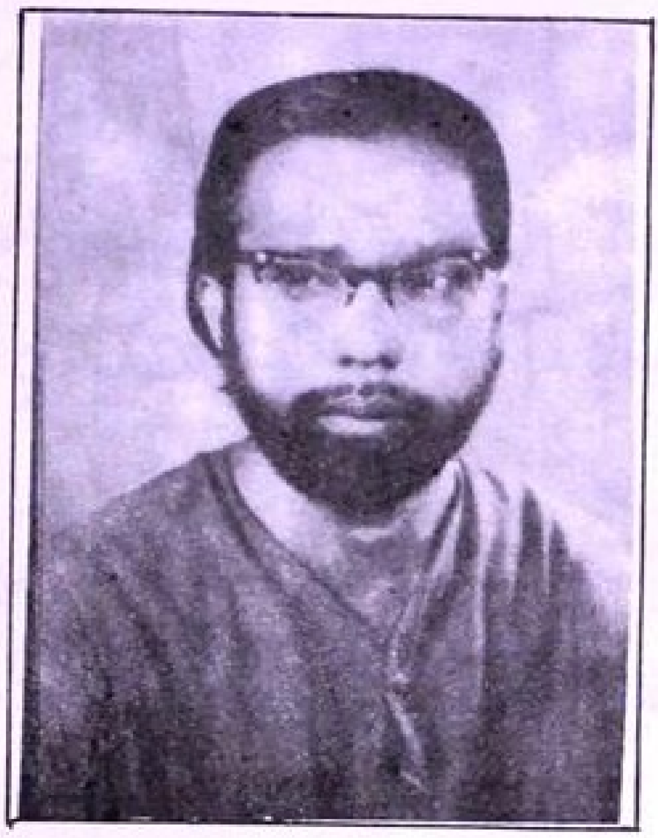

نام ۔ عبدالغفار   تخلص ۔ رونق جودھپوری

تعلیم ۔ اردو ۔ فارسی   پیدائش ۔ سنہ ۱۹۲۵ء

شرفِ تلمذ ۔ تنہا جودھپوری

مطبوعہ کتب ۔ نغمۂ دل

زیر طباعت =

پتہ ۔ جنرل پوسٹ آفس حیدرآباد ۔

کرم محشر میں بندوں پہ خدا کا
یہ صدقہ ہے محمدؐ مصطفا کا

نہ جانے حکم کیا ہوتا خدا کا
کرم کام آگیا خیرالورا۔ کا

محمد مصطفےٰ کو جس نے دیکھا
نظارا کرلیا اس نے خدا کا

پئے تسکینِ بیمارِ محمدؐ
کوئی جھونکا مدینے کی ہوا کا

اگر چاہیں غلامانِ محمدؐ
بدل دیں رخ زمانے کی ہوا کا

نظر سوئے مدینہ اٹھ گئی ہے
مجھے جب گردشِ دوراں نے تاکا

کرو تیاریاں طیبہ کی رونق
پیام آیا حبیبِ کبریا کا

دارا سے سکندر سے نہ زردار سے مانگیں
مانگیں تو فقط احمدِ مختار سے مانگیں

محروم رہے ہیں جو کسی اور کے در سے
وہ مانگنے والے مرے سرکار سے مانگیں

انوارِ محمدؐ کو نگاہوں میں بسالیں
پھولوں کی صباحت لب و رخسار سے مانگیں

جنت کی طلب ہو کہ مدینے کی تمنا
اللہ کے پیارے سے بڑے پیار سے مانگیں

ملتی ہے غریبوں کو جہاں دولتِ تسکیں
اس باعثِ کونین کے دربار سے مانگیں

رونق درِ سرکار پہ جانے کی دعائیں
اللہ کے پیارے سترِ ابرار سے مانگیں

بک جاؤں گا میں بھی سرِ بازار کبھی تو
آئیں گے مدینے سے خریدار کبھی تو

چمکے گا مرا طالعِ بیدار کبھی تو
بلوائیں گے طیبہ شہِ ابرار کبھی تو

آنکھوں کی ضیا دل کا سکوں بنکے رہیں گے
طیبہ کے مقدس درو دیوار کبھی تو

فریاد سنیں گے مری فریاد سنیں گے
محبوبِ خدا احمدِ مختار کبھی تو

یا ختمِ رسل سرورِ دیں شافعِ محشر
اک چشمِ کرم جانبِ نادار کبھی تو

میں خسروِ کونین کے روضے کے تصدق
سجدوں کو ملے سایۂ دیوار کبھی تو

رونق مرے آقا مجھے طیبہ میں بلا کر
خود مجھ سے سنیں گے مرے اشعار کبھی تو

روضہ رسولِ پاک کا جب سے نظر میں ہے
میری نگاہِ شوقِ مسلسل سفر میں ہے

جو احترام حسنِ نظر چاہیئے وہاں
وہ احترامِ حسنِ نظر بھی نظر میں ہے

یادوں کے ہر چراغ کو جس سے ضیا ملے
وہ آبروئے عشق مری چشم تر میں ہے

جنت کے طالبوں کو یہ شاید خبر نہیں
جنت مرے حضور کی ہر رہ گذر میں ہے

اب آپ کے سوا کسے آواز دوں حضور
ساحل نظر سے دور ہے کشتی بھنور میں ہے

اللہ کے رسول کا احسان جانیئے
اللہ کا یقیں جو دلِ معتبر میں ہے

رونق کو ان کی ذات سے بخشش کا ہے یقیں
تقدیرِ کائنات بھی جن کے اثر میں ہے

طیبہ کی سرزمین پہ جس کا قیام ہے
اللہ کا رسول ہے خیر الانام ہے

یہ بھی دلیلِ عظمتِ خیر الانام ہے
بعد خدا اذاں میں محمدؐ کا نام ہے

رضواں برا نہ مان کہ میری نگاہ میں
خلدِ بریں کی صبح مدینے کی شام ہے

تعلیمِ مصطفےٰ کا بھی احساس چاہیے
اے دل اگر خیالِ رسولِ انام ہے

مجھ کو کسی کے کام سے کوئی غرض نہیں
مجھ کو فقط نبی کی محبّت سے کام ہے

دونوں جہاں میں میرے نبی کے سوا نہیں
وہ ذات جس پہ شانِ نبوّت تمام ہے

رونق عقیدتِ شہِ کونین کے طفیل
تیرا بھی اب تو ان کے غلاموں میں نام ہے

نام ۔ نواب علی ۔ تخلص : ریحان

پیدائش :۔ ۱۹۵۲ء

تعلیم ۔ میٹرک ۔

شرفِ تلمذ ۔ برگ یوسفی ۔

پتہ ۔ اے/۲۳/سی لطیف آباد ۸ حیدرآباد ۔

مرے رسولؐ کی دونوں جہاں میں ہیں یہ صفات
ازل کا ایک صحیفہ ابد کے منشورات

جہاں رسولؐ کے ابرو کو ہو گئی جنبش
ٹھہر گیا ہے وہیں پر یہ کاروانِ حیات

خدا کے آئینہ خانے میں کیوں نہ ہو تصویر
کہ آ گئے ہیں زمانے میں فخرِ موجودات

کہاں میں بےچمدال اور کہاں یہ نعت نبیؐ
بہت بڑی ہے خدا کی قسم رسولؐ کی ذات

نہ پوچھ عالمِ واللیل و عالمِ والشمس
نبیؐ کا چہرہ سحر ہے نبیؐ کی زلف ہے شام

مری نگاہ میں روضہ رسولِ پاک کا ہے
مری نگاہ سے کھائی ہے جنتوں نے بھی مات

عجیب بات ہے ریحانؔ شاہِ بطحیٰ سے
ملی ہیں نعت کی صورت میں مجھ کو تخلیقات

جب مل گیا ان کا سراغ
جلنے لگے گھی کے چراغ
گھبرا گئے سب جوتشی
تھرّا گئے کافر دماغ

اللہ جن سے ہمکلام
اُن پر درود ان پر سلام
آساں ہوئیں کل مشکلیں
جس دم لیا آقا کا نام

اک نور کا عالم لئے
اسلام کا پرچم لئے
پہنچے نبی آکاش پر
امت کا اپنی غم لئے

کردار میں سب سے جدا
گفتار میں سب سے جدا
میرے نبیؐ کا مرتبہ
سنسار میں سب سے جدا

ان کا تصور زندگی
ان کا تصور بندگی
ان کا کرم ہم سب پہ یوں
پھولوں پہ جیسے تازگی

ملحوظ ہو ان کا ادب
قرآن میں کہتا ہے رب
بے شک وہی ریحان ہیں
اُمت کی بخشش کا سبب

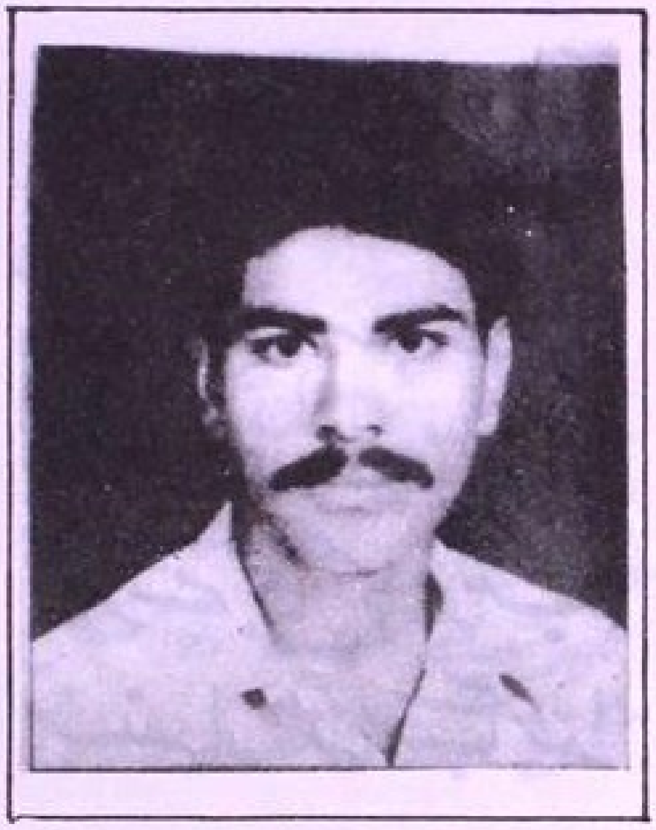

نام ۔ محمد ریحان سید ۔

تخلص ۔ ریحان

پیدائش ۔ ۵ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ ء

تعلیم ۔ بی ۔ اے ۔ سی

شرفِ تلمذ ۔ ×

پتہ ۔ مکان نمبر اے/ ۲۹،۹ جیکب روڈ اسپتال حیدرآباد

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے
کبھی پھر نہ آئیں یہ جی چاہتا ہے

عداوت مٹائیں یہ جی چاہتا ہے
محبت بڑھائیں یہ جی چاہتا ہے

نبی کے وسیلے سے پایا خدا کو
خودی بھول جائیں یہ جی چاہتا ہے

جو ہے جذبۂ عشق سینے میں پنہاں
اُسے آزمائیں یہ جی چاہتا ہے

مئے عشقِ احمد ملے میکدوں میں
پئیں اور پلائیں یہ جی چاہتا ہے

ہر اک نعتِ احمد کو کیسٹ میں بھر کر
سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے

جہاں نقشِ پائے محمدؐ ہوں رخشاں
وہیں سر جھکائیں یہ جی چاہتا ہے

نام ۔ محمد صغیر ۔ تخلص ۔ ساگر اسعدی

تعلیم ۔ بی ۔ ایڈ پیدائش ۔ سنہ ۱۹۴۵ء

شرف تلمذ ۔ درد اسعدی

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت منزل بہ منزل

پتہ ۔ سخن کدہ ۔ باغ حیات علی شاہ ۔ سکھر ۔

رسول آئے ہیں دنیا میں کہ دورِ نو بہار آیا
مبارک ہو مبارک ہو کہ موسم سازگار آیا

وہ دنیا بھی سنوار آیا وہ عقبیٰ بھی سنوار آیا
مرے آقا کے روضے پر جو اک پل بھی گذار آیا

سفینہ اُس کا طوفاں سے نکل کر باوقار آیا
لبوں پر نام جس کے یا محمدؐ بار بار آیا

چھپا لیتے ہیں الفت سے وہ اپنی کالی کملی میں
نبیؐ کے روضۂ اطہر پہ جو بھی اشکبار آیا

پکارا جس مصیبت میں بھی میں نے یا رسول اللہ
سکوں مجھ کو ملا سا گر مرے دل کو قرار آیا

جلوہ افروز نبیؐ کا رُخِ زیبا ہوگا
نور سے تیرگیٔ شب میں اجالا ہوگا

محفلِ نازمیں دلچسپ نظارا ہوگا
نور کے سامنے جب نور کا جلوا ہوگا

قبلۂ دل بھی اُدھر قبلۂ عالم بھی اُدھر
جس طرف آپؐ کا پیارا رُخِ زیبا ہوگا

ہوں گے وہ شافعِ محشر کے غلامانِ غلام
ذکر جنت کیلئے حشر میں جن کا ہوگا

اس کے قدموں پہ جھکیں گے یہ سلاطینِ زمین
یا محمدؐ جو گدا آپ کے در کا ہوگا

ان کی رحمت کا سہارا ہے وگرنہ ساگر
کوئی بدکار و گنہگار نہ تم سا ہوگا

بیاں توصیف کیسے ہو زباں عاجز ہے انساں کی
خمیدہ آپؐ کے در پہ جبیں ہے بزمِ امکاں کی

بنا دیتے ہیں وہ کانٹوں کو بھی زینت گلستاں کی
میاں! کیا بات کرتے ہو میرے آقا کے احساں کی

عرب میں چاند چمکا تو جھکے ہیں قیصر و کسریٰ
گلستاں سے کہیں بہتر ہوئی قسمت بیاباں کی

مرے آقا نے دیکھا ہے سراسر بے حجاب اس کو
جھلک موسیٰ نہ پائے دیکھنے جس نورِ یزداں کی

معلم آپؐ جیسا ہو تو ہوں طلبہ صحابہؓ سے
دو عالم میں نہیں ملتی نظیر ایسے دبستاں کی

نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی اخلاقِ حسنہ کا
یہی تو اک علامت ہے مسلمانوں کے ایماں کی

نہ آئیگا نہ آیا ہے کوئی بھی تشنہ لب ساگر
عجب ہی شان و شوکت ہے محمدؐ کے خمستاں کی

سالکؔ عزیزی (حیدرآباد)

فرش پر عرش سے جب نور کا پیکر اُترا
سینۂ ظلمتِ شب تاب میں خنجر اترا

میرے سرکار سے ملنی تھی سعادت اس کو
یوں بہ تکمیلِ حرم خلد سے پتھر اُترا

آئے جبریل تو دربانِ پیمبر ٹھیرے
اُترا قرآں تو بہ توصیفِ پیمبر اُترا

جن کے جلوؤں سے مجلّٰی ہے دو عالم کا ضمیر
ان کو دیکھا تو رُخِ مہرِ منوّر اُترا

جب تصوّر میں نظر آیا درِ پاکِ رسولؐ
نور کا اک مری آنکھوں میں سمندر اُترا

پھر بہ تائیدِ خدا آئے فرشتے سالکؔ
جب بھی میدان میں سرکار کا لشکر اُترا

یقیناً بارگاہِ نور تھی کل شب جہاں میں تھا
پئے سجدہ جبیں مجبور تھی کل شب جہاں میں تھا

محبت جیسے ہم آغوش ہو جانِ محبت سے
یہ کیفیت بڑی بھرپور تھی کل شب جہاں میں تھا

مسیحا کی مسیحائی وہاں پر عام تھی گویا
دوائے ہر دلِ رنجور تھی کل شب جہاں میں تھا

تماشا دید کے قابل تھا ہر اہلِ تماشا کا
جھپکنے سے پلک معذور تھی کل شب جہاں میں تھا

وہاں دیوانگی ہی اعتبارِ عقل و دانش تھی
وہاں وارفتگی دستور تھی کل شب جہاں میں تھا

ادھر تھی جلوہ ارزانی ادھر تھے سیکڑوں موسیٰ
وہ محفل اعتبارِ طور تھی کل شب جہاں میں تھا

عجب عالم تھا اے سالکؔ یہ دنیا ہو کہ وہ دنیا
حصارِ شوق میں محصور تھی کل شب جہاں میں تھا

نمازتوں سے کسی کو مفر نہیں ملتا
حضورؐ آپ کا دامن اگر نہیں ملتا

نہ جانے کون سی وادی میں ٹھوکریں کھاتا
کہیں بشر کو جو خیر البشر نہیں ملتا

کسی زباں کا ہو لیکن ہو آپ کے شایاں
وہ لفظ ڈھونڈ رہا ہوں مگر نہیں ملتا

کرم ہے آپ کا ورنہ خرد کے ماروں کو
گدازِ قلب و شعورِ نظر نہیں ملتا

سمجھ میں آتے نہ اسرارِ کعبہ و سجدہ
حرم کے ساتھ اگر ان کا در نہیں ملتا

جو چارہ ساز نہ ہوتی وہ چشم لطف و کرم
زمانے بھر میں کوئی چارہ گر نہیں ملتا

خزانہ کون سا کونین میں ہے اے سالک
مرے حضورؐ کے جو نام پر نہیں ملتا

قطعات

چراغِ کن فکاں کی بڑھ گئی ضو
زمیں سے تا فلک ہے نور چھایا
یہ کیسا شور ہے صلِّ علیٰ کا
ذرا دیکھ اے زمانے کون آیا

کیا ملے سرکار کے نقشِ قدم
زندگی کی جیسے راہیں مِل گئیں
آدمی کو سانس لینا آگیا
آدمیت کو پناہیں مِل گئیں

رسولِ پاک کا در سامنے ہے
میں مجبورِ تقاضائے جبیں ہوں
جو تجھ سے رک سکوں تو روک واعظ
کہ اب میں اپنے آپے میں نہیں ہوں

نظروں کے ساتھ ساتھ نظارہ بدل گیا
بدلے نہ صرف دل رخِ سجدہ بدل گیا
کعبے کی عظمتوں میں لگے اور چار چاند
سرکار کے طفیل جو قبلہ بدل گیا

سرور ہوشیارپوری (سکھر)

روشن ہیں چاند تارے محمدؐ کے نور سے
پائی ہے سب نے روشنی میرے حضورؐ سے

دنیا کا ہے ظہور نبی کے ظہور سے
عالم کا ہے وجود وجودِ حضور سے

اک دن ضرور سرورِ عالم بلائیں گے
آواز آرہی ہے دلِ ناصبور سے

کوئی سمجھ سکا نہ مقاماتِ مصطفےٰؐ
باہر ہے ان کی ذاتِ مقدس شعور سے

سرورؔ کو ان کے در کی غلامی پہ ناز ہے
یہ مرتبہ ملا مجھے ربِّ غفور سے

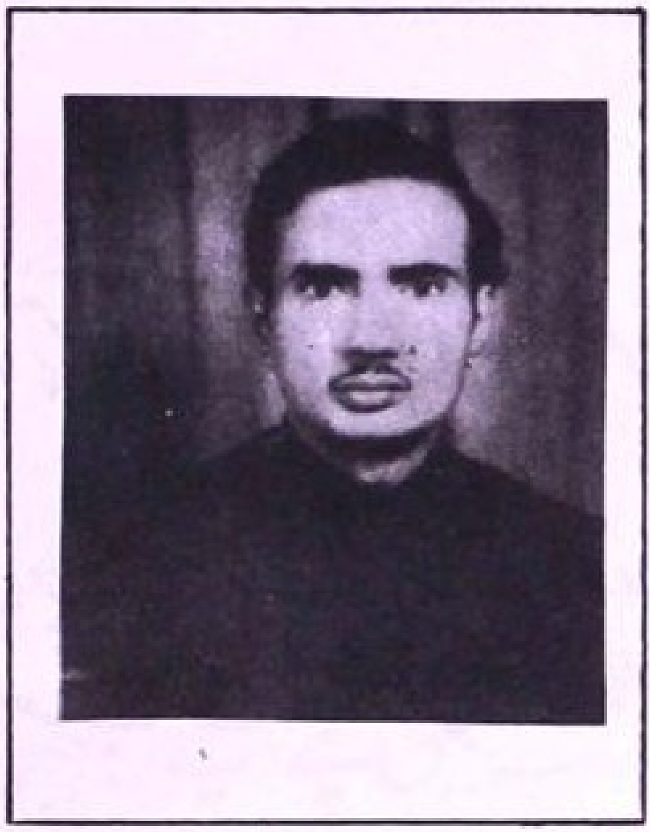

نام ۔ مقبول حسین ۔ تخلص ۔ شارب ۔

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۸ء

تعلیم ۔ ایم ۔ اے ۔ اردو

شرفِ تلمذ ۔ حشمت نارنولی ۔ خادی اجمیری ۔ نہال اجمیری (بالترتیب)

مطبوعہ کتب ۔

کتب زیر طباعت ۔

حیدرآباد ۔

منزلِ عشق کا نشاں صلّے علیٰ محمدؐ
راہنمائے رہبراں صلّے علیٰ محمدؐ

جود و سخا کے آسماں صلّے علیٰ محمدؐ
مبدۂ فیضِ بیکراں صلّے علیٰ محمدؐ

روح وہیں پہ جھوم اٹھی دل کو ملا وہیں سکوں
آیا زباں پر جہاں صلّے علیٰ محمدؐ

پیکرِ حسن نورِ ذات وجہ ثباتِ کائنات
رازِ تجلی کے رازداں صلّے علیٰ محمدؐ

شاہدِ ربِّ کائنات زینتِ بزمِ شش جہات
سرخئ حسن داستاں صلّے علیٰ محمدؐ

شادابِ خوش نصیب کے دل میں ہے جن سے روشنی
وہ ہیں چراغِ دو جہاں صلّے علیٰ محمدؐ

پیکر ہوں گناہوں کا مجسم میں خطا ہوں
کچھ بھی ہوں مگر بردۂ محبوبِ خدا ہوں

سوچا تھا ابھی میں نے کہ کچھ مانگ لوں چل کر
مائل بہ کرم ان کو اِدھر دیکھ رہا ہوں

ہے پیشِ نظر سرورِ کونین کا روضہ
میں اشکِ ندامت لئے آنکھوں میں کھڑا ہوں

یہ ان کی عنایت ہے کہ اب تک ہوں سلامت
حالانکہ میں طوفانوں کی نظروں میں رہا ہوں

اُس حق کے پیمبر سے یہ نسبت کا اثر ہے
ہر ایک قدم قوتِ باطل سے لڑا ہوں

دنیا نے جہاں مجھ کو غلام ان کا کہا ہے
میں فرطِ مسرت سے وہیں جھوم گیا ہوں

شاربؔ مجھے اب منزلِ مقصد کی طلب ہے
میں نقشِ کفِ پائے نبی ڈھونڈ رہا ہوں

شگفتہ اسعدی دختر حنیف اسعدی

اہلِ عجم کے اہلِ عرب کے
رحمتِ عالم آپ ہیں سب کے

آپ کو پیاری دنیا ساری
آپ چہیتے اپنے رب کے

آپ کی سیرت ہی نے سکھائے
طور طریقے ہم کو ادب کے

رومی، شامی، قیصر، کسریٰ
سب ہی رہے ہیں آپ سے دب کے

آپ نے آکر ختم کئے ہیں
سارے فتنے نام و نسب کے

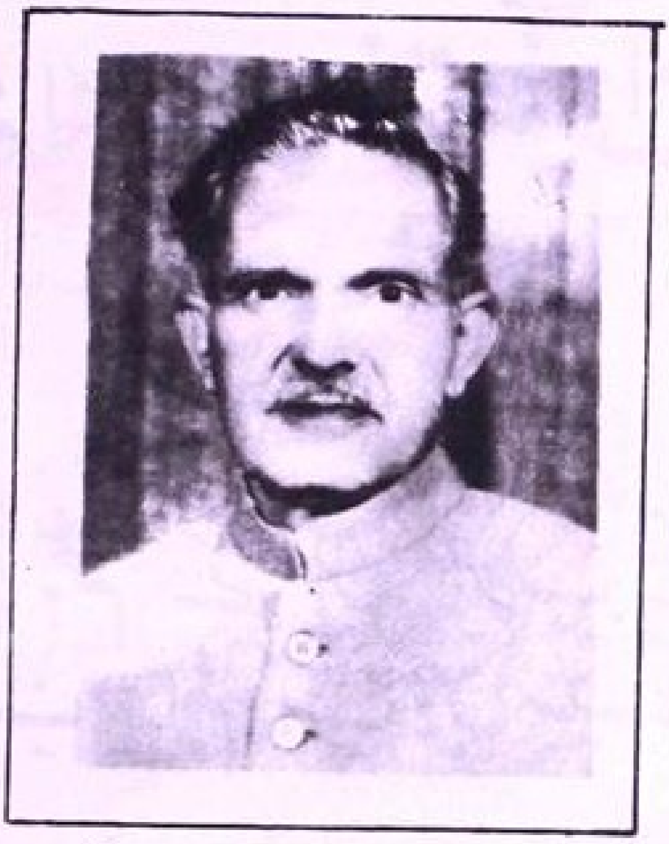

نام ۔ شرف سیمابی

تاریخ سال پیدائش ۔ ۲۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء

تعلیم ۔ (میٹرک)

شرف تلمذ حضرت علامہ سیماب اکبرآبادی

سکونت ۔ ۳/۲۷-۱ ے لطیف آباد نمبر ۱ حیدرآباد سندھ

واللیل و والضحیٰ کی تجلی نظر میں ہے
اُن کا ہی نور محفلِ شام و سحر میں ہے

جاری ہے اُن کے نام کا سکہ جہان میں
اُن کا ہی راج پاٹ ہر اک بحر و بر میں ہے

احمدؐ میں اور احد میں کوئی فاصلہ نہیں
ہاں فاصلہ مکان کے دیوار و در میں ہے

مالک ہے دو جہاں کے سپید و سیاہ... کا
اک پیکرِ جمیل جو میری نظر میں ہے

بکھرا ہے نور جادۂ عشقِ رسولؐ میں
تزئینِ مہر و ماہ اسی رہگذر میں ہے

دیکھو تو کائناتِ محمدؐ خدا کا نام
سوچو تو کائناتِ خدا اُن کے گھر میں ہے

اس در سے فیضیاب ہیں دونوں جہاں شرف
خیرِ کثیر، دامنِ خیر البشر میں ہے

بڑھی وہ گرمیٔ تبلیغِ دیں مدینے سے
غرورِ جہل کو آنے لگے پسینے سے

ملا ہے سوزِ غمِ زندگی مدینے سے
لگا ہے شعلۂ سینا ہمارے سینے سے

خدا کی ذات کا عرفاں ہوا مدینے سے
مِلا وہ گوہرِ یکتا صدف کے سینے سے

یہ سب حضور کے قدموں کی جلوہ ریزی ہے
جڑے ہیں عشق کی راہوں میں جو نگینے سے

میں غرق ہو کے لبِ ساحلِ حرم پہنچا
پکارتا ہی رہا ناخدا سفینے سے

خدا سے دور نہیں ہے کبھی خدا کا حبیب
یہ اور بات حرم دور ہے مدینے سے

تجلیوں کا دفینہ لئے ہوئے ہے شرف
وہ ارضِ پاک جو موسوم ہے مدینے سے

طیبہ سے ہوا کی موجوں پر خوشبو کا سفینہ آتا ہے
اے صلِّ علیٰ تسبیح کا اب غنچوں کو قرینہ آتا ہے

مُفلس کے تصوّر میں ایسے گلزارِ مدینہ آتا ہے
خوابوں کے جزیرے میں جیسے جو ردل کا سفینہ آتا ہے

سینوں میں ہدایت کی کرنیں آنکھوں میں محبت کی شمعیں
سرکار کے جو عاشق ہیں اُنھیں جینے کا قرینہ آتا ہے

کیا نور کی بارش ہوتی ہے کیا علم کے دریا بہتے ہیں
جب ذکرِ محمدؐ ہوتا ہے جب نام مدینہ آتا ہے

اے جذبۂ دل چل طیبہ چل اس در پہ کریں سجدوں کا عمل
جس در پہ مقدر بنتا ہے اور ہاتھ خزینہ آتا ہے

سرکارِ دو عالم سدرہ سے تا عرشِ معلّٰے جاتے ہیں
جبریل امیں کو رہ کر حیرت سے پسینہ آتا ہے

کیا نعتِ رسول اکرمؐ میں الہام کی کیفیت ہے شرف
جب شعر کی آمد ہوتی ہے شاعر کو پسینہ آتا ہے

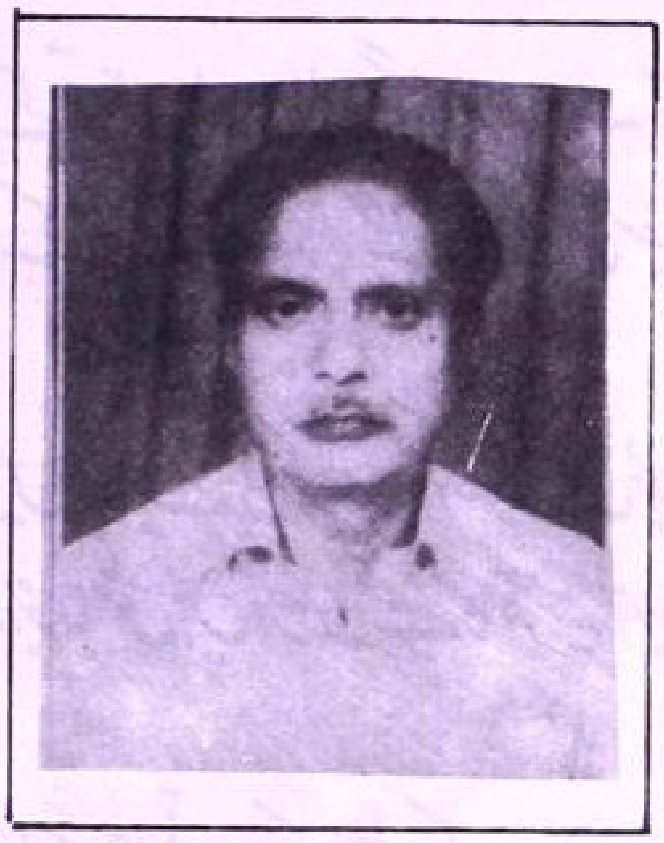

نام ۔ محمد ادریس خان ۔ تخلص ۔ شمیم

تعلیم ۔ ایم ۔ اے پیدائش ۔ سنہ ۱۹۲۹ء

شرف تلمذ ۔ حضرت اسعد شاجہاں پوری

مطبوعہ کتب = طلسم ذات

غیر مطبوعہ کتب = ×

پتہ ۔ پرانا سکھر ۔

افلاک مکیں خلد مکاں فرش نشیں ہیں
وہ کون سی دنیا ہے جہاں آپ نہیں ہیں

کونین کے سردار ہیں دیباچۂ دیں ہیں
سرکارِ دو عالم تو اجالوں کے امیں ہیں

کہتا ہے شعورِ نظرِ شوق یہ پیہم
وہ شمع ہدایت ہیں وہی نورِ یقیں ہیں

میں نعت کے لکھنے کا جو کرتا ہوں تصوّر
محسوس یہ ہوتا ہے کہ وہ دل میں مکیں ہیں

ہر صبح کی خاموش زباں نغمہ سرا ہے
سرکارؐ بہاروں کے تقدس کے امیں ہیں

قرآن کا ہر حرف ہے اس بات کا شاہد
وہ سطوتِ افلاک ہیں ممدوحِ زمیں ہیں

جس شوق سے اٹھا ہے قلم ان کی ثنا میں
اُس شوق کا اظہار بہ الفاظِ حسیں ہیں

یہ ہے بزمِ مدحتِ مصطفےٰ یہاں ازل کا زِ جمال ہے
یہاں لفظ لفظ درود ہے یہاں نورِ عز و جلال سے ہے

یہ زمیں بھی عرش نشاں بنی یہ بشر کا حسنِ کمال ہے
یہی عظمتوں کی دلیل ہے یہی رفعتوں کی مثال ہے

یہ کمالِ عشقِ حضورؐ ہے کہ ہیں بے نیازِ جہاں ہوا
نہ طلب نہ حرص نہ آرزو نہ عروج ہے نہ زوال ہے

مری چشمِ شوق کی بے بسی کا جو شعور ہے تو ہے بس مجھے
وہ ہجومِ جلوۂ ناز ہے کہ پلک جھپکنا محال ہے

یہ قمر یہ شمس یہ کہکشاں کفِ پائے رحمتِ دو جہاں
یہی منتہائے نگاہ ہے یہی انتہائے خیال ہے

یہ شمیم گلشنِ شاہِ دیں یہ بہارِ کوچۂ عنبریں
یہ گلوں کی تازہ بہار ہے یہ چمن کی روحِ جمال ہے

فکر ہر فکر سے ماسوا چاہئے
نعت کہنے کو ذہنِ رسا چاہئے

راہ پُر پیچ ہے رہنما چاہئے
التفاتِ حبیبِ خدا چاہئے

ہر گھڑی ذکرِ خیرالوریٰ چاہئے
ہر نفس دل کو نورِ خدا چاہئے

شاہِ معراج کی خاکِ پا کے لئے
فکر و احساس کا ارتقا چاہئے

مصلحت کوش اور مدحتِ مصطفےٰ
ہم ہیں کیا ہم کو خود سوچنا چاہئے

آج اصلاحِ انسانیت کے لئے
پیرویٔ رسولِ خدا چاہئے

اس بھٹکتے ہوئے کارواں کو شمیمؔ
ہر قدم پر چراغِ دعا چاہئے

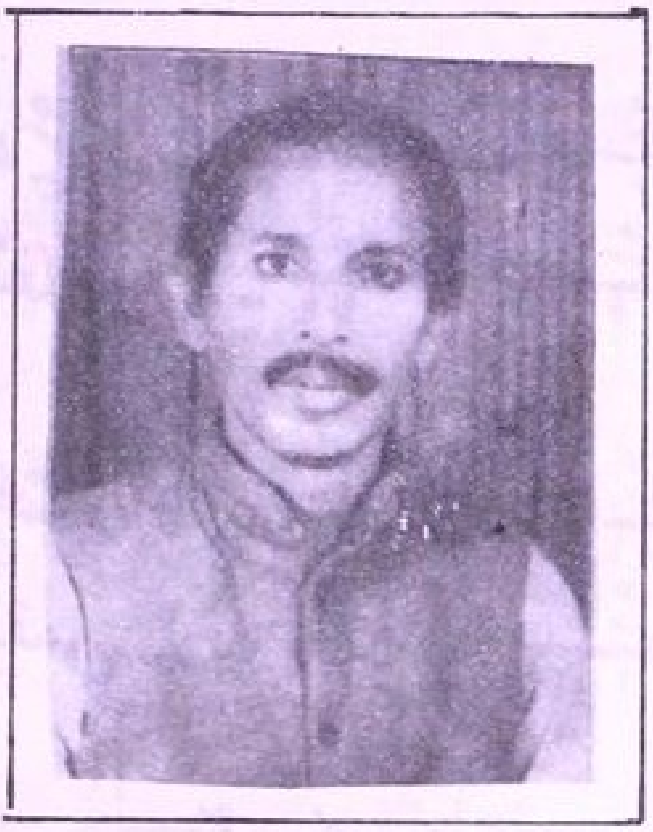

نام ۔ سید وجاہت حسین ۔ تخلص ۔ شوقی

تعلیم ۔ منشی عالم ۔ پیدائش سنہ ۱۹۴۱ء

شرف تلمذ ۔ جناب مفتون اجمیری ۔ رضوان اجمیری ۔
حشمت نارنولی ۔ خادمی اجمیری ۔ نہال اجمیری ۔

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ =

ہم جو قرآن میں پڑھتے ہیں خدا کی باتیں
ہیں وہ محبوبِ خدا صلّے علیٰ کی باتیں

روح پرور ہیں مدینے کی فضا کی باتیں
دلِ بیمار بھی کرتا ہے شفا کی باتیں

قبلہ و کعبۂ دیں قبلہ نما کی باتیں
میرے سرکارؐ کی باتیں ہیں خدا کی باتیں

خوشبوئیں پھیل گئیں گلشن ہستی نکھرا
ہم نے کیں جب شہِ لولاکِ لما کی باتیں

ورفعنا لک ذکرک سے عیاں ہوتا ہے
فرش تا عرش ہیں محبوبِ خدا کی باتیں

سیکھ لیں سید کونین سے ہم نے شوقی
جادۂ منزلِ تسلیم و رضا کی باتیں

دل کی بستی رشکِ جنت ہو گئی
مجھ کو طیبہؐ سے محبت ہو گئی

خسروِ خوباں سے نسبت ہو گئی
زندگانی خوبصورت ہو گئی

جھولیاں بھرنے لگے شاہ و گدا
دُر فشاں جب شانِ رحمت ہو گئی

دو جہاں کو مل گئی تابندگی
جب فروزاں شمعِ وحدت ہو گئی

مانگی جب ان کے وسیلے سے دعا
داخلِ بابِ اجابت ہو گئی

بار بار آئے تصور میں حضورؐ
مصحفِ رخ کی تلاوت ہو گئی

ہے یہ شوقِ نعت گوئی کا صلہ
ملتفت چشمِ رسالت ہو گئی

صابر بن ذوقی (حیدرآباد)

ایسا کس نے دیکھا سورج
چاند جبیں ہے چہرا سورج

جیسا ہے وہ حسنِ سراپا
ایسا چاند نہ ایسا سورج

دنیا بھر میں ہوا اُجالا
مشرق سے جب اُبھرا سورج

ذرہ ذرہ چیخ رہا ہے
سورج سورج میرا سورج

سر نہوڑائے ہاتھ کو باندھے
حکمِ نبیؐ پر پلٹا سورج

دونوں جہاں ہیں روشن جس سے
صابرؔ ہے وہ اپنا سورج

نعت لکھتا میں کیا اے نبیؐ آپ کی
وہ تو چشمِ کرم ہو گئی آپ کی

تو مرے دل کو ایسی لگی آپ کی
یاد کرتا ہے اب ہر گھڑی آپ کی

ہے یہ خواہش کہ روضہ پہ دوں حاضری
میرے سرکار آ گئے خوشی آپ کی

سارے عقدے خدائی کے حل ہو گئے
گفتگو جب خدا سے ہوئی آپ کی

اک نمونہ جہاں میں ہدایت کا ہے
زندگی آپ کی بندگی آپ کی

چاہتا ہے کہ مل جائے راہِ خدا
تو اطاعت کرے آدمی آپ کی

بزمِ دانشوراں میں بہ بانگِ دہل
جب بھی صابرؔ نے کی بات آپ کی

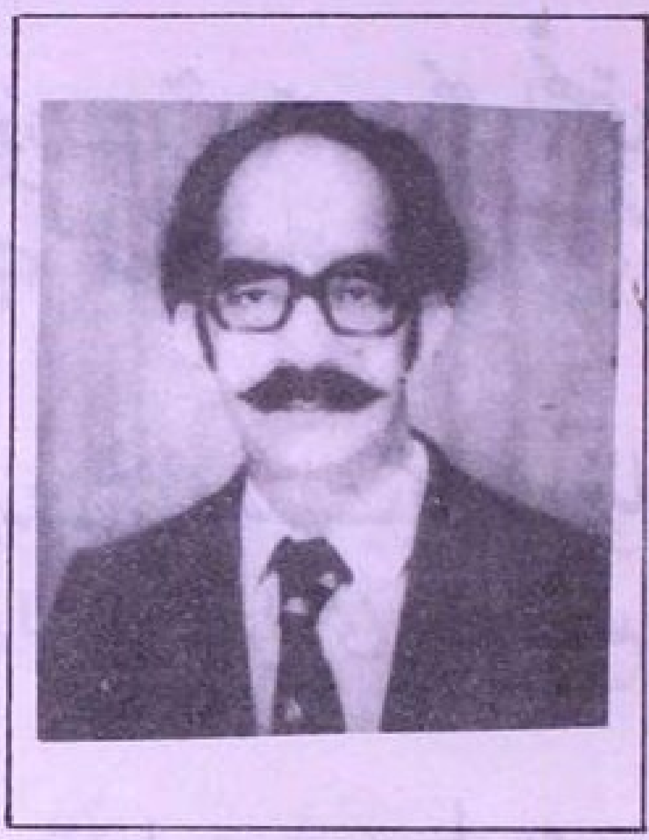

نام ۔ سید ضامن علی حسنی ۔ تخلص۔ ضامنؔ حسنی

پیدائش ۔ یکم مئی سنہ ۱۹۳۰ء

تعلیم۔ میٹرک ۔ منشی فاضل

شرفِ تلمذ ۔ جناب نہالؔ اجمیری ۔

پتہ ۔ سادات منزل نزد دیپ محل ہیرآباد، حیدرآباد ۔

جن کی عظمت کا ثنا خواں ہوا خود ربِ ودود
کیسے سمجھے اُسے انسان کی عقلِ محدود

نور ہی نور ہے جس سمت بھی اٹھتی ہے نظر
آج ہے کس کا زمانہ میں درودِ مسعود

بزمِ کثرت میں وہ وحدت کا پرستار آیا
ڈر سے لرزاں ہے یونہی سارے خداؤں کا وجود

اللہ اللہ مقاماتِ رسولِ عربی
ہیں کہیں شاہدِ رعنا تو کہیں ہیں مشہود

مصدرِ جود و سخا منبعِ الطافِ عمیم
آپ کی ذات میں ہیں خوبیاں ساری موجود

کعبۂ دل ہو کہ نقشِ کفِ پائے محبوب
میرے مسلک میں یہ دونوں ہیں مقاماتِ سجود

اللہ اللہ وہ گلِ باغِ رسالت ضامن
جس کی تخلیق پہ نازاں ہے گلستانِ وجود

نبوت کا شرف آئے رسالت کی ضیا آئے
امینِ کنتُ کنزاً فخرِ اقلیمِ دنیٰ آئے

فروغِ شمعِ عرفاں تاجدارِ انبیا آئے
حرم کی آبرو تزئینِ عرشِ کبریا آئے

ہوالاوّل ہوالآخر کا بنکر آئینہ آئے
جہاں میں آج تک آیا نہ کوئی آپ سا آئے

وہ جن کا نامِ نامی شرط ہے تکمیلِ ایماں کی
نہ کیوں میری زباں پر ذکر ان کا برملا آئے

جو سچ پوچھو تو یہ تکمیلِ معراجِ محبت ہے
کہ اک پل میں نیاز و ناز کے پردے اٹھا آئے

زہے وہ خسروِ خوباں کہ جن کا ذکر سنتے ہی
لبِ عشاق پر بے ساختہ صلّی علیٰ آئے

کھنچی آئی ہے تمنا دید کی آنکھوں میں اے ضامنؔ
کوئی اے کاش کہدے وہ محمدؐ مصطفےٰ آئے

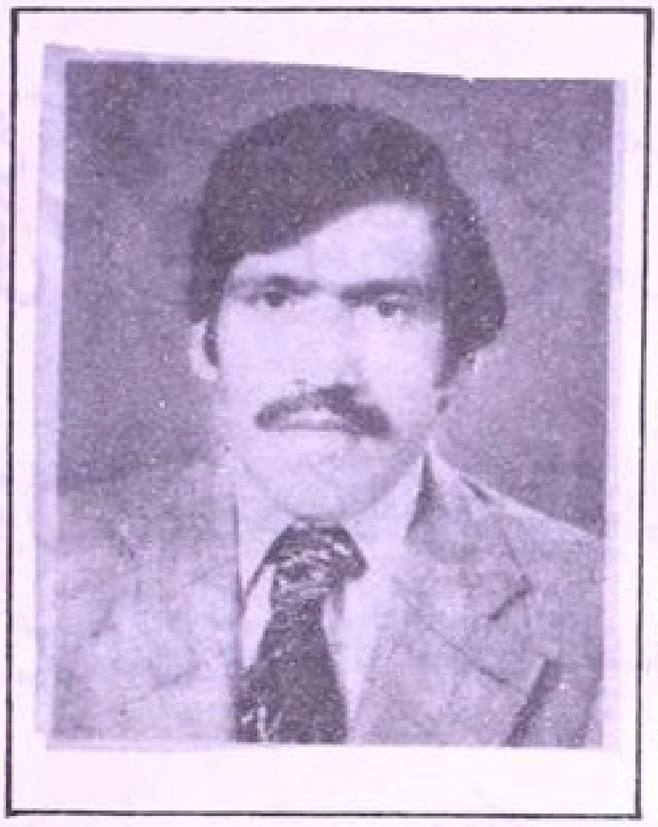

نام ۔ ضیاالانوار   تخلص ۔ احمد ضیاءؔ

تعلیم ۔ انٹر   پیدائش ۔ سنہ ۱۹۴۹ء

شرف تلمذ ۔ نظام فتحپوری ۔ دردؔ اسعدی اور محسن بھوپالی (بالترتیب)

مطبوعہ کتب ۔ شہرِ صنم ۔ ہوا کی تحریر

زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ مشتاق نیوز ایجنسی ۔ نواب شاہ

پھیلی ہوئی تھی جھوٹ کی اک شام ہر طرف
آئے حضورؐ حق کا ہوا نام ہر طرف

اک تائیے میں قیصر و کسریٰ لرز اٹھے
اور بت کدوں میں مچ گیا کہرام ہر طرف

بکھری ہوئی ہے جیسے دھنک آسمان پر
پھیلا خدا کا آخری پیغام ہر طرف

ہر سمت تھے سجے ہوئے بے رنگ آئنے
تھا زندگی کا نام ہی الزام ہر طرف

وہ آگئے تو صورتِ انساں بدل گئی
پھرتے تھے چند سائے سے بے نام ہر طرف

خوشبو کی ایک لہر نے زندہ کیا ہمیں
تم سے ملے ہیں زیست کے انعام ہر طرف

اک تیرگی کو زخمِ ہزیمت ملا ضیاؔ
اک روشنی کا دور ہوا عام ہر طرف

تاریکیٔ حیات مٹا کر چلے گئے
وہ آئے اور چراغ جلا کر چلے گئے

مسدود کر گئے وہ اندھیروں کے راستے
سب کو نشانِ صبح دکھا کر چلے گئے

اس ذاتِ بے نیاز کے اور میرے درمیاں
جو فاصلے تھے ان کو مٹا کر چلے گئے

پلکیں جھپکتے رہ گئے سب لوگ اور وہ
منظر نئے نئے سے دکھا کر چلے گئے

سب لوگ اپنے آپ میں سرشار ہو گئے
آبِ حیات سب کو پلا کر چلے گئے

وہ حبس تھا کہ سانس بھی لینا محال تھا
اک دائرہ ہوا کا بنا کر چلے گئے

پھیلا نگر نگر کسی خوشبو کے روپ میں
وہ ایسا اک پیام سنا کر چلے گئے

اک معجزہ تو یہ بھی دکھایا ہے آپؐ نے
ذروں کو آسماں سے ملایا ہے آپؐ نے

سینہ سپر ہے آج بھی پاگل ہواؤں میں
صحرا میں وہ چراغ جلایا ہے آپ نے

سچائیوں کے جرم کی تقدیر تھا جہاں
حرفِ وفا وہیں پہ سنایا ہے آپ نے

بکھرے ہوئے تھے لوگ انہیں ایک کر دیا
ماحول زندگی کا بنایا ہے آپؐ نے

دنیا کی عظمتوں سے ضیاؔ بے نیاز ہے
اپنے قریب جب سے بلایا ہے آپؐ نے

قدم قدم پہ نیا حوصلہ دیا ہے مجھے
حضورؐ آپ نے جینا سکھا دیا ہے مجھے

وہ نام لب پہ جو آیا تو روشنی سی ہوئی
کہ خوشبوؤں نے بھی آکر پتہ دیا ہے مجھے

وہ ایک لفظ کہ پردہ تھا آسمانوں کا
وہ ایک لفظ نبیؐ نے سنا دیا ہے مجھے

یہ میرے خواب اور ان کی حسین تعبیریں
مری وفاؤں سے بڑھ کر صلہ دیا ہے مجھے

خود اپنی ذات کا مجھ کو شعور بخشا ہے
مرے وجود سے آخر ملا دیا ہے مجھے

ضیاءؔ یہ ان کی نوازش تھی اور احساں بھی
کہ مشتِ خاک تھا انساں بنا دیا ہے مجھے

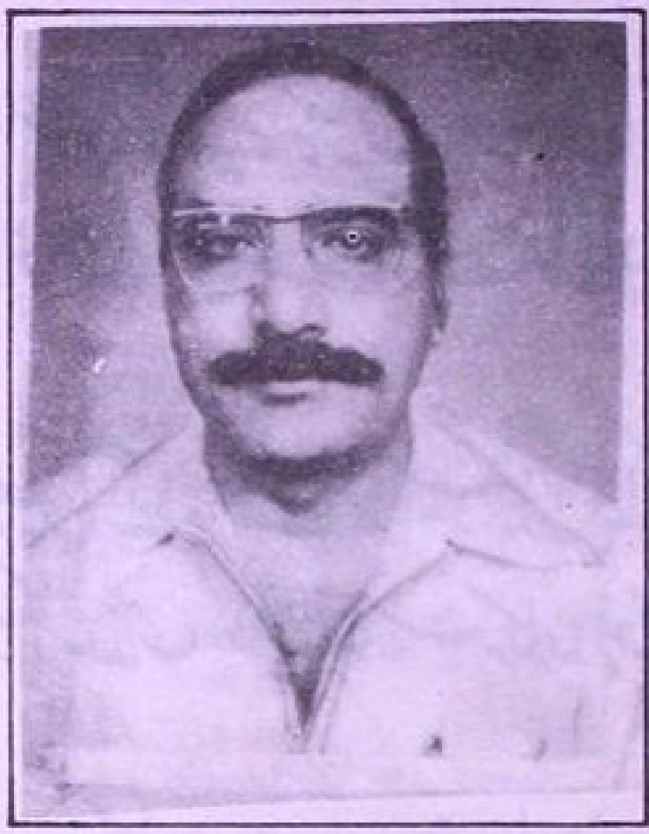

نام ۔ ضیاء الحق قاسمی تخلص ۔ ضیاؔ

تعلیم ۔ فاضل ۔ بی ۔ اے پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۳ء

شرف تلمذ ۔ جناب قمر جمیل

مطبوعہ کتب ۔ ×

زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ اے ۳/ ۔ صدیق پلازہ لطیف آباد ۔ حیدر آباد ۔

اپنے اعمال سے مجبور ہوں نادار ہوں میں
پھر بھی بخشش کا محمدؐ سے طلبگار ہوں میں

میرے اعمال تو ایسے نہیں لیکن آقا
رحمتِ خاص کا مدت سے سزاوار ہوں میں

مجھ کو دیکھیں گے فرشتے تو سمجھ جائیں گے
مستند شکل میں دیوانۂ سرکار ہوں میں

میں کسی ازم کو خاطر میں نہیں لا سکتا
جاں نثارانِ محمدؐ کا طرفدار ہوں میں

بخشوا دیں گے مجھے حشر میں میرے آقا
یہ تو احساس ہے مجھ کو کہ گنہگار ہوں میں

میں خطاکار سہی راندۂ درگاہ نہیں
ان کے نعلین کی مٹی کا تو حقدار ہوں میں

اے ضیا میری خطاؤں کو وہ کر دیں گے معاف
مجھ کو تسلیم کہ مجرم ہوں سیہ کار ہوں میں

مجھے آرزو ہے اُسی آستاں کی
ملے مجھ کو دولت بھی کون ومکاں کی

حضور آپ آئے محبت کی خاطر
نہ کم تھیں عبادات کرّ و بیاں کی

طلب میں محمدؐ کی نکلا ہوں گھر سے
مجھے کچھ نہیں فکر سود و زیاں کی

ثنائے محمدؐ کو کاغذ پہ لائے
ہمہ وقت کوشش ہے نطق و بیاں کی

حضور آپ ہی ہیں ازل سے ابد تک
خبر آپ کو ہے زماں و مکاں کی

درِ مصطفےٰ پر جبیں کو جھکا دو
ضرورت نہیں اس میں کچھ این و آں کی

جہاں دولتِ عشق بٹتی ہے ہر دم
ضیاؔء مجھ کو حسرت ہے اس آستاں کی

سرکارِ دو عالم کی محبت کا اثر ہے
معمور مسرت سے مرے دل کا نگر ہے

ہر چند کہ ہیں لاکھ گنہگار و خطا کار
محشر میں شفاعت کا یقیں مجھ کو مگر ہے

دیوانہ مجھے آپ کا کہتا ہے زمانہ
کیا خوب ملا مجھ کو عقیدت کا ثمر ہے

آنکھوں میں سجائی ہے جو خاکِ رہ طیبہ
یہ خاکِ شفا میرے لئے نورِ بصر ہے

بن مانگے مجھے ملتا ہے دربارِ نبی سے
احوال پہ میرے بھی محمدؐ کی نظر ہے

ہر گام پہ آتا ہے نظر روضۂ سرکار
احساس کی منزل پہ مرا ذوقِ سفر ہے

انوارِ محمدؐ کا ہے یہ فیض بھی مجھ پر
ہر رات مرا دن ہے ہر اک شام سحر ہے

طاہرہ اسعدی

دختر اسعد شاہجہاں پوری

اے مدینے کے تاجدار سلام
سو درود آپ پر ہزار سلام

رب کے محبوب کے دیار سلام
تیری گلیوں پہ بے شمار سلام

سیدہ فاطمہؓ ، حسینؓ ، حسنؓ
آپ کی آل پر ہزار سلام

ہے یہ حسرت یہ پہنچ کے روضہ پر
کہوں آقائے نامدار سلام

مجھ گنہگار کو سکھا دیجے
کیسے کرتے ہیں شرمسار سلام

میرے آقا قبول کر لیجے
کر رہی ہے گناہگار سلام

نہ برابر ہے کوئی اور نہ سوا ہے کوئی
آپ جیسا کوئی ہوگا نہ ہوا ہے کوئی

یوں تو اللہ نے کتنے ہی پیمبر بھیجے
آپ کی طرح سے محبوبِ خدا ہے کوئی؟

کہیں مل جائیں تو سینے میں چھپا لوں اُن کو
پھر بھی سوچوں کہ اُنھیں دیکھ رہا ہے کوئی

جس کو لینے کے لئے آئے ہوں جبریل امین
ایسا اللہ کا مہمان ہوا ہے کوئی

او مدینے کے مسافر یہی جاکر کہنا
بس مدینے ہی کی حسرت میں جیا ہے کوئی

طاہرہ ایک مجھے اذنِ حضوری نہ ملا
کوئی قدموں میں ہے جالی سے لگا ہے کوئی

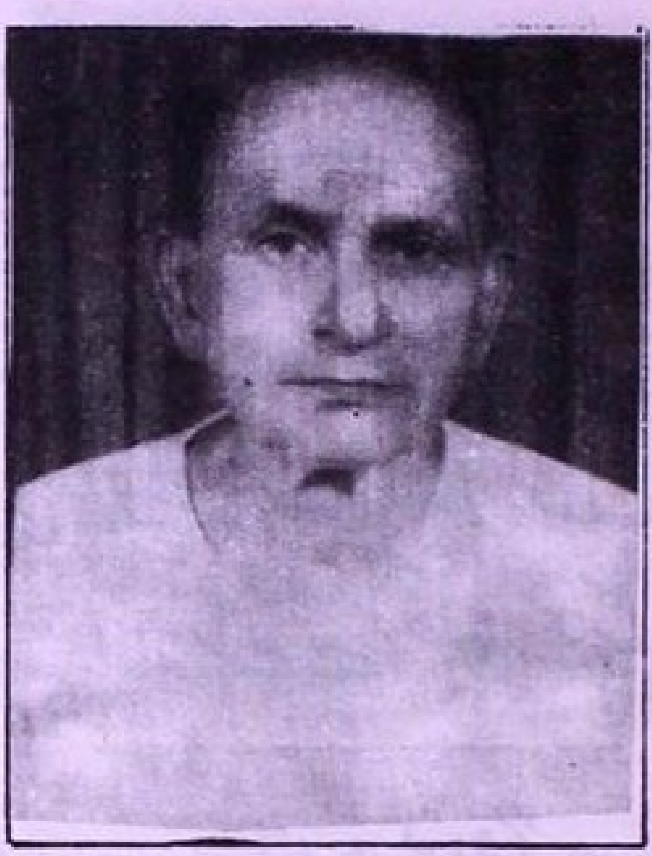

نام ۔ سید محمد طیب حسن موہانی ۔ تخلص ۔ طیبؔ موہانی

تعلیم ۔ بی ۔ اے پیدائش سنہ ۱۹۲۷ء

شرفِ تلمذ = اختر عرفان سید

مطبوعہ کتب = ×

کتب زیرِ طباعت = ×

پتہ ۔ ۲۳ ۔ عامل کالونی ۔ حیدرآباد ۔

ہادیٔ برحق، مرسلِ داور، شافعِ محشر، میرے پیمبر
دین کے سرور، خلق کے رہبر، افضل و برتر، میرے پیمبر

طٰہٰ لقب بھی، اعلیٰ حسب بھی، والا نسب بھی، شاہِ عرب بھی
ذاتِ معلّٰی، نورِ مجلّٰی، طاہر و اطہر، میرے پیمبر

شاہِ دو عالم، خیرِ مجسم، مصلحِ اعظم، سب سے مکرّم
قول کے سچّے، بات کے پکّے، خلق کے پیکر، میرے پیمبر

قلب و جگر میں روح و نظر میں لعل و گہر میں شام و سحر میں
ان کی ضیا ہے ان سے جلا ہے کتنے منور میرے پیمبر

ابرِ سخا کا مہر و وفا کا نورِ خدا کا بحرِ عطا کا
کوئی سوالی لوٹا نہ خالی جود کے مصدر میرے پیمبر

محسنِ انساں درد کے درماں زیست کے عنواں حاصلِ ایماں
اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر میرے پیمبر

پوچھے جو کوئی شاہِ رسل کو روحِ عرب کو جانِ عجم کو
کہئے طیب، میرے پیمبر، میرے پیمبر، میرے پیمبر

ان کا کرم ہے ورنہ یہ شام و سحر کہاں
سنگِ درِ حضورؐ کہاں میرا سر کہاں

سرکار کی پناہ نہ ڈھونڈے تو آدمی
آلامِ روزگار سے پائے مفر کہاں

صدقہ ہے ان کے خلق کا ورنہ جہان میں
تھا واقفِ خلوص و محبت بشر کہاں

للہ ارضِ پاکِ مدینہ پناہ دے
جائیں غمِ حیات کے مارے کدھر کہاں

کعبہ ہے دل میں اور مدینہ نگاہ میں
اب رہروانِ شوق کو اپنی خبر کہاں

سرکار اک ذرا سی توجہ کی بات ہے
طیبؔ پھرا کرے گا یونہی دربدر کہاں

خاکِ کفِ پائے شہِ ابرار جو پائیں
چہرے پہ ملیں ہم اُسے آنکھوں سے لگائیں

اس طرح سے رو رو کے سلام اپنا سُنائیں
چوکھٹ پہ جبیں رکھ دیں تو ہرگز نہ اٹھائیں

اُس در کی ہو توصیف بھلا ہم سے بیاں کیا
قدسی پئے تعظیم جہاں سر کو جُھکائیں

اُس مرحمتِ خاص کا انداز تو دیکھو
عصیاں پہ کرم اور خطاؤں پہ عطائیں

ہر لمحہ وہاں ہوتی ہے انوار کی بارش
یاد آتی ہیں رہ رہ کے مدینے کی فضائیں

حسرت ہے یہی اور یہی ارمان ہے طیّب
جائیں تو مدینے سے پلٹ کر نہیں آئیں

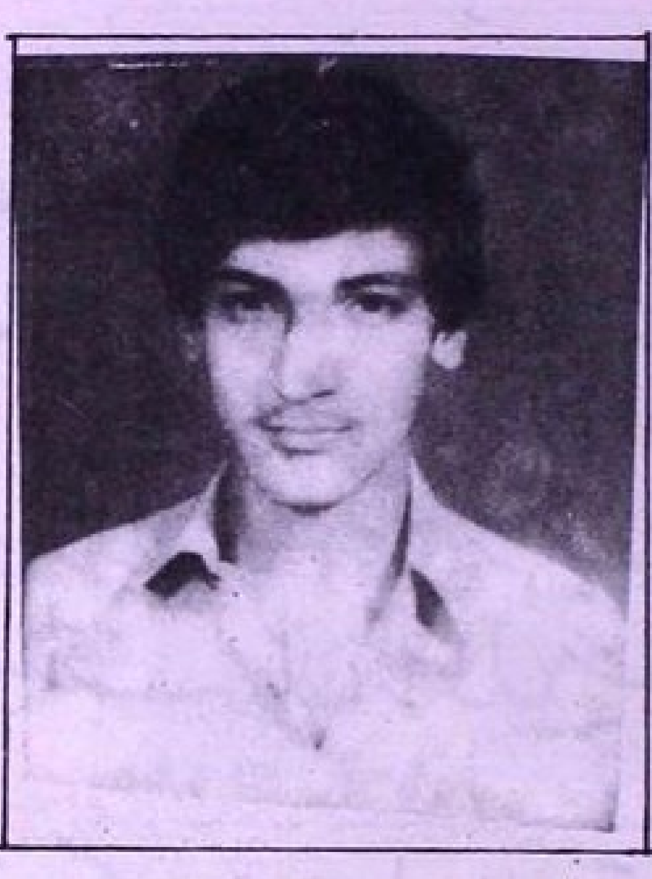

نام ۔ حسن عابد　　　　تخلص ۔ عابدؔ

تعلیم ۔ بی ۔ اے　　　　پیدائش ۱۹۶۲ سنہ ء

شرف تلمذ ۔ ×

پتہ ۔ = ۲۴۶۲۴۶ - ۱۱۴/اے/ جیل روڈ مہر آباد، حیدرآباد

افلاک پہ احسان رسولِ عربی ہیں
اللہ کے مہمان رسولِ عربی ہیں

انسان تو انسان، ہیں ششدر ہیں فرشتے
اللہ کی وہ شان رسولِ عربی ہیں

قربان رسولِ عربی پر ہے زمانہ
اللہ پہ قربان رسولِ عربی ہیں

ہے اُن کی زباں تابعِ الہام من اللہ
اللہ کا فرمان رسولِ عربی ہیں

دنیا نے پڑھا ہے کلمہ شوق سے ان کا
اللہ کی پہچان رسولِ عربی ہیں

کیا بات کروں اور رسولِ عربی کی
جب میرے دل و جان رسولِ عربی ہیں

اللہ نے قرآں میں جتایا ہے جو احساں
عابد وہی احسان رسولِ عربی ہیں

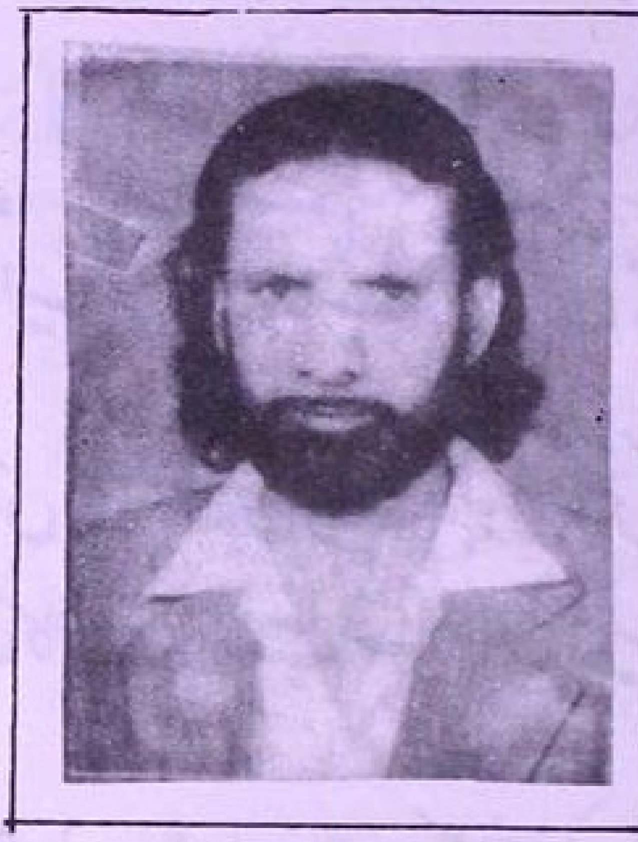

نام ۔ قائم حسین ۔ تخلص ۔ عادل رضوی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۷ء

تعلیم ۔ انٹر

شرفِ تلمذ ۔ شرفِ سیمابی

پتہ ۔ ۲۷۸/ڈی لطیف آباد نمبر ۱ ۔ حیدر آباد

خردِ کو ڈال دے جو فکر کے گہرے سمندر میں
جنوں ایسا تو ہونا چاہئے عشقِ پیمبرؐ میں

جہاں کی بادشاہی دیکھتا ہوں اُس کی ٹھوکر میں
ہے جس کا نام فہرستِ غلامانِ پیمبرؐ میں

نبیؐ کا حسنِ سیرت دیکھئے شبیرؓ و شبرؓ میں
چمک ہے اور پھر یکساں چمک ہے لعل و گوہر میں

نہ چھیڑ اے گردشِ دوراں پشیماں ہو کے جائیگی
نبیؐ کے عشق کا سودا لئے بیٹھا ہوں میں سر میں

ہماری میکشی پر میکشی بھی ناز کرتی ہے
مے حُبِ نبیؐ پیتے ہیں مَن کنتُ کے ساغر میں

کسی میں ہم نے ایسی خوبیاں دیکھی نہیں عادل
جو دیکھیں پانچ میں بارہ میں چودہ میں بہتر میں
۵ ۱۲ ۱۴ ۷۲

حق آشنا کو رحمتِ یزداں ہیں مصطفےٰؐ
باطل پرست کے لئے طوفاں ہیں مصطفےٰؐ

نورِ محمدیؐ سے ہے تخلیقِ کائنات
یعنی کتابِ حسن کا عنواں ہیں مصطفےٰؐ

سارے نبیؐ جہاں میں ہیں تزئینِ انجمن
اور انجمن کی شمعِ فروزاں ہیں مصطفےٰؐ

یہ ہے نبیؐ کی شان میں ارشادِ بوتراب
میں ہوں غلام اور مرے سلطاں ہیں مصطفےٰؐ

میں جانتا ہوں میرے گنہ بے حساب ہیں
لیکن ہوں مطمئن کہ نگہباں ہیں مصطفےٰؐ

ہر فصل ترجمانِ وحی ہے حضور کا
لاریب بولتا ہوا قرآں ہیں مصطفےٰؐ

عادلؔ مقامِ عظمتِ خیرالبشر نہ پوچھ
معراج کو گئے ہیں وہ انساں ہیں مصطفےٰؐ

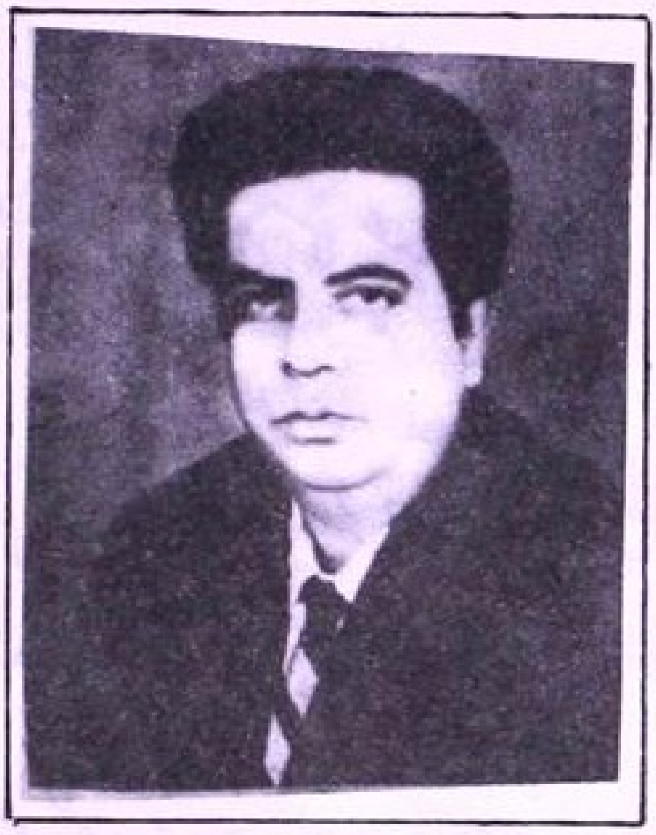

نام ۔ عارف عمر خان ۔ تخلص ۔ عارفؔ رحمانی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۳ء

تعلیم ۔ ادیب، عالم ۔ ایم ۔ اے

شرفِ تلمذ ۔ صولتؔ ٹونکی

کتب زیر طباعت :۔

پتہ ۔ لطیف آباد ۱۱ حیدر آباد

خدا کے بعد نبی نورِ ایزدی کی طرح
نبی کے بعد نہیں کوئی بھی نبی کی طرح

مقامِ عظمتِ انسانیت سبحان اللہ
حبیبِ ربِّ دو عالم اور آدمی کی طرح

بہ فیضِ احمدِ مرسل یہ خاک کا پتلا
بکھر گیا ہے زمانے میں روشنی کی طرح

وہی خدا ہے وہی نسبتِ رسولِ خدا
مرے وجود میں اک شے ہے زندگی کی طرح

وفورِ عشق میں یہ احتیاط لازم ہے
خدا خدا کی طرح ہے نبی نبی کی طرح

نہیں وہ وسعتِ ارض و سما ہی تک محدود
ازل سے لیکے ابد تک ہے روشنی کی طرح

کہاں وہ داورِ محشر کی رحمتیں عارف
کہاں میں ایک گنہگار اُمتی کی طرح

ذوقِ طلب میں کیفیتِ دل عجیب ہے
کچھ ایسا لگ رہا ہے مدینہ قریب ہے

ترتیبِ مَ مَ نام میں ان کے عجیب ہے
مکہ ہے خطبہ گاہ مدینہ خطیب ہے

دنیائے رنگ و بو میں کسی کو نہیں نصیب
وہ اک شرف جو غارِ حرا کو نصیب ہے

میں کیوں فلک کے پار خدا کو کروں تلاش
اک راستہ زمیں پہ خدا کے قریب ہے

یہ نورِ ایزدی ہے دو عالم پہ عکس ریز
یا پیکرِ بشر میں خدا کا حبیب ہے

اک لمحہ جس کا یادِ نبی میں گزر گیا
عارفؔ وہ کوئی بھی ہو بڑا خوش نصیب ہے

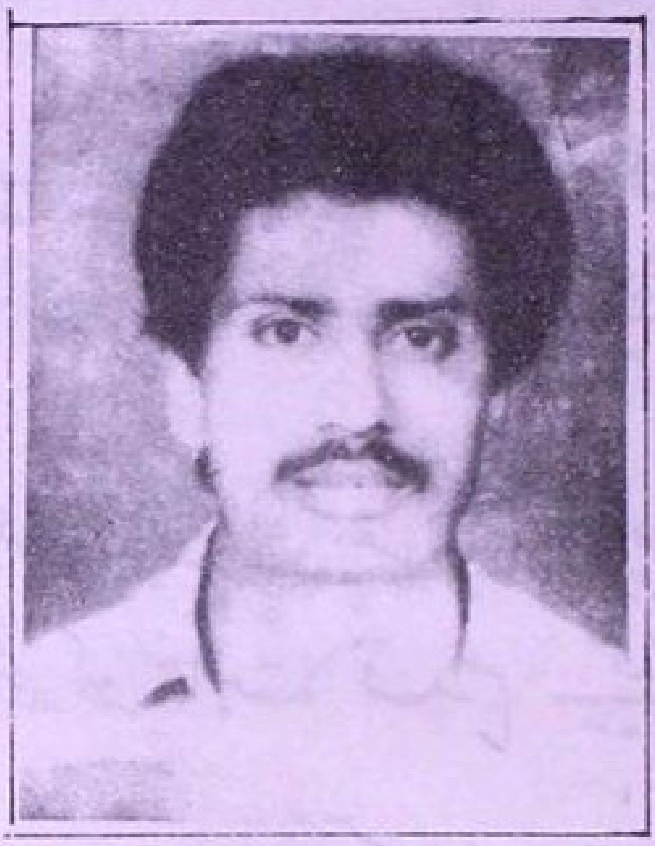

نام۔ عارف کمال ۔

تخلص۔ کمالؔ

پیدائش :۔ ۲؍ اگست ۱۹۵۸ء

تعلیم۔ بی ۔ اے

شرفِ تلمذ۔ دردؔ اسعدی

پتہ ۔ ۲۴۹؍ لطیف آباد نمبر ۸ حیدرآباد۔

دور سب دل کے غم کیجئے
میرے آقا کرم کیجئے

میری بیتاب نظروں کو بھی
آشنائے حرم کیجئے

عشق بخشا ہے اپنا تو پھر
مجھ کو ثابت قدم کیجئے

یادِ سردارِ کونین کو
زینتِ چشم نم کیجئے

عشقِ محبوبِ رب کے سوا
حسرتیں کم سے کم کیجئے

فرض ہے جیتے جی روز و شب
ذکرِ خیر الامم کیجئے

اے کمال اپنے دل کو بھی اب
ان کے روضہ پہ ختم کیجئے

دل میں یادِ نبیؐ مسلسل ہے
میرا ایمان اب مکمل ہے

فیضِ عشقِ امامِ مرسل ہے
ہمسفر رحمتوں کا بادل ہے

کیا بگاڑے گی میرا حشر کی دھوپ
میرے سر پر کرم کا آنچل ہے

عشقِ سرکارؐ جس کے دل میں نہیں
زندگی اس کی نا مکمل ہے

اتباعِ رسولؐ ہر لمحہ
ہر مسلماں کا فرضِ اول ہے

رتبہ دیوانۂ محمدؐ کا
ہوش والوں میں سب سے افضل ہے

ہے تصرف شہِ دو عالم کا
دوستوں میں کمال اکمل ہے

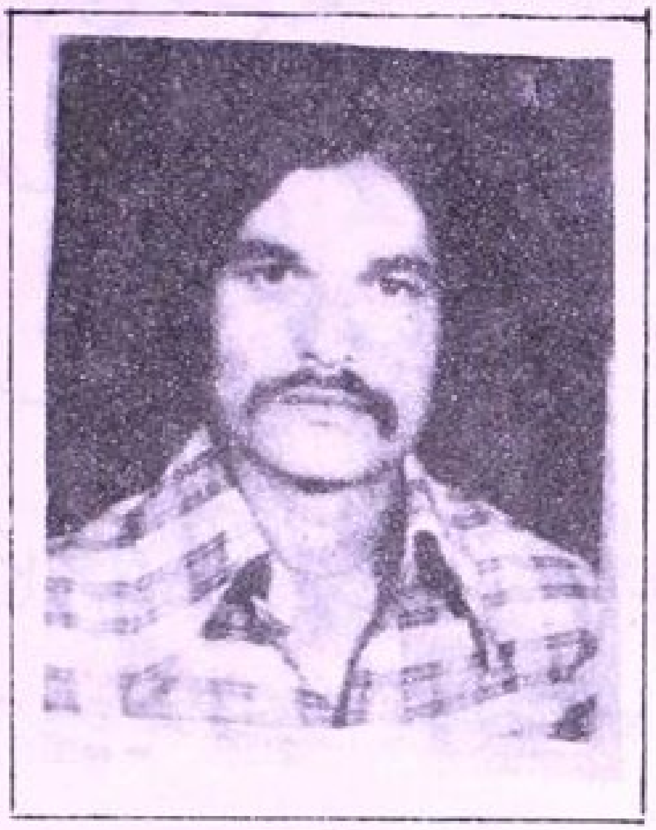

نام ۔ مرزا عاصی اختر۔ تخلص ۔ عاصی

پیدائش ۔ ۶/ اگست سنہ ۱۹۵۴ء

تعلیم ۔ ایم ۔ اے

شرف تلمذ ۔ پروفیسر عنایت علی خان

پتہ ۔ ۴۵۲/ سی لطیف آباد ۱۰ حیدرآباد۔

محمدؐ خیالوں میں آجا رہے ہیں
کرم قلبِ مضطر پہ فرما رہے ہیں

ہوئی ابرِ طیبہ سے شاداب ہستی
کرم کشتِ ویراں پہ فرما رہے ہیں

ہمیں روزِ محشر کا کچھ غم نہیں ہے
نبیؐ کی شفاعت پہ اترا رہے ہیں

دیارِ نبی میں عجب حال ہوگا
ابھی سے خیال ان کے تڑپا رہے ہیں

یہ اسمِ محمدؐ کا فیضان ہے سب
دھنک رنگ بادل نظر آرہے ہیں

ہے نعتِ محمدؐ کا یہ فیض عاصی
فرشتے بھی صلّے علیٰ گا رہے ہیں

طیبہ میں حسیں چاند ستاروں کا سماں ہے
گل رنگ سے پُر نور نظاروں کا سماں ہے

اک بار تصوّر میں وہ آئے تھے مرے گھر
اب تک مرے آنگن میں ستاروں کا سماں ہے

اک بار پکارا تھا کبھی میں نے محمدؐ
اب تک مرے ہونٹوں پہ بہاروں کا سماں ہے

دربارِ نبی پر مرے اشکوں کے اثر سے
جھلمل سے تجلی کے اشاروں کا سماں ہے

عاصی یہ تصرف ہے رسولِ عربیؐ کا
دریائے معاصی میں کناروں کا سماں ہے

نام ۔ عتیق احمد ۔ تخلص ۔ عتیقؔ

تعلیم ۔ ادیب فاضل ۔ میٹرک ۔ پیدائش سنہ ۱۹۴۰ء

شرف تلمذ ۔ جناب رحمت بریلوی ۔ سعید بیلی بھیتی

مطبوعہ کتب ۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ گلشن گلشن پھول

پتہ ۔ سکھر ۔

شکلِ درِ رسول میں وہ رہنما ملا
ہر گام پر جہاں سے خدا کا پتہ ملا

وہ منزلِ مراد ملی ہے نصیب سے
ذرہ جہاں کا کاہکشاں سے سجا ملا

میخانۂ رسولؐ کا اللہ رے کمال
بہکا ہوا بھی ہم کو وہاں پارسا ملا

اک ہم کہ زندگی ہیں ہیں ناکام آرزو
اک وہ ہیں جن کو روضۂ خیرالوریٰ ملا

کہتی ہیں صاف صاف یہ آیات بینات
جس کو ملا رسولؐ اسی کو خدا ملا

تکبیر میں اذاں میں خدا کی قسم عتیق
نام رسولؐ پاک خدا سے ملا ملا

یہ بزمِ خیر ہے اس میں نہ شر کی بات کرو
یہاں تو صرف شہِ بحر و بر کی بات کرو

فرازِ عرش بھی نازاں ہے جن کی رفعت پر
نبیؐ کے روضے کے اُن بام و در کی بات کرو

اگر نگاہ کو عرفان ہو حقیقت کا
تو آمنہ رضؓ ہی کے نورِ نظر کی بات کرو

یہی تو ایک تقاضائے ہوشمندی ہے
خدا کے در کی ۔ محمدؐ کے در کی بات کرو

جہاں نہ تخت نہ بستر نہ چار پائی تھی
اس آفتابِ رسالت کے گھر کی بات کرو

عتیقؔ آج کی محفل بہت مقدس ہے
دیارِ طیبہ کی شام و سحر کی بات کرو

عروج ان کا خدا کی قسم خدا جانے
نثارِ شمعِ رسالت ہوئے ہیں پروانے

انہیں کے واسطے کوثر انہیں کے پیمانے
اسیرِ زلفِ محمدؐ ہوئے جو دیوانے

نبی کے نقشِ قدم پر جو چل رہے ہیں بشر
بڑے عروج پہ دیکھا ہے ان کو دنیا نے

دلوں میں یادِ خدا ہے لبوں پہ نامِ رسولؐ
حرم کی سمت چلے ہیں حرم کے پروانے

ادائے رحمتِ ربِّ کریم ہے اُن پر
شرف غلامی کا بخشا ہے جن کو آقا نے

درود اُن پہ جو رہبر ہیں بزمِ ہستی کے
سلام ان پہ جو آئے بشر کو سمجھانے

نام۔ سید ارتضا علی عزمی ۔ تخلص ۔ عزمی

پیدائش ۔ ۱۲ر دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء

تعلیم۔ میٹرک ۔ ادیب فاضل (پنجاب)

شرف تلمذ۔ حضرت صبا اکبرآبادی

مطبوعہ کلام ۔ حروف سادہ

زیر طباعت ۔ مجموعہ مضامین زیر ترتیب

پتہ ۔ سی ۔ ۷۲ ۔ لطیف آباد نمبر ۶ حیدرآباد سندھ

وہ سامنے روضہ ہے رسولِ مدنی کا
اے درد یہی وقت ہے درماں طلبی کا

یہ ساقیِ کوثر کی عنایت ہے کہ مجھ کو
دنیا میں کوئی غم نہ رہا تشنہ لبی کا

معلوم کیسے مرتبۂ ذاتِ محمدؐ
پندار ہے باطل یہاں عقلِ بشری کا

بس ایک یہی نام تو ہے وجہِ تسلّی
بس ایک یہی نام تو آرام ہے جی کا

نیت کبھی بھرتی ہی نہیں ذکرِ نبی سے
اے صلِّ علیٰ لطف ہے کیا ذکرِ نبی کا

فردوسِ بریں اپنی جگہ خوب ہے لیکن
کچھ اور ہی عالم ہے دیارِ نبوی کا

کافی ہے مجھے سرورِ عالم کی غلامی
عزمی ہیں طلبگار نہیں تاجِ شہی کا

دل سے جو کوچۂ رحمت میں صدا دیتے ہیں
اُن کو سرکارؐ طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

راہِ طیبہ کی کشش اور بڑھا دیتے ہیں
آبلے پاؤں کے پھوٹیں تو مزا دیتے ہیں

میرے آقا مری مٹی بھی سوارت ہو جائے
آپ تو خاک کو اکسیر بنا دیتے ہیں

تیرگی یاس کی بڑھتی ہے تو میرے سرکار
دل میں امید کی اک شمع جلا دیتے ہیں

آج آئی ہے کہاں سے کہ صبا کے جھونکے
پھر مرے شوق کے شعلوں کو ہوا دیتے ہیں

نعت پڑھتا ہے کوئی دل سے تو جبریلِ امیں
اس کی آواز میں آواز ملا دیتے ہیں

میرے سرکار کی سرکار عجب ہے عزمیؔ
میرے سرکار تو نیّت کا صِلہ دیتے ہیں

میرے معبود علم و حکمت دے
اپنے محبوب کی محبت دے

حق و باطل میں کر سکے جو تمیز
دل کو وہ دیدہ بصیرت دے

پھر بہار آئے قریۂ جاں پر
ایک چھینٹا جو ابرِ رحمت دے

بخش حرفِ سخن کوئی ایسا
جو مرے شوق کی شہادت دے

نعت کا حق تو کچھ ادا نہ ہوا
میرے مولا ثوابِ نیت دے

بارگاہِ رسولِ اکرم میں
حاضری کی مجھے سعادت دے

مانگ عزمی وہ دولتِ بیدار
جو تجھے کام تا قیامت دے

مل جائے تو یہ دولتِ بیدار بہت ہے
شاعر کے لئے مدحتِ سرکار بہت ہے

دل دردِ محبت کا طلبگار بہت ہے
بس ایک نظر آپ کی سرکار بہت ہے

رحمت کی تجلی کہیں ایسی نہیں دیکھی
ماحول مدینے کا پُر انوار بہت ہے

وہ شہر کہ فردوسِ محبت ہے زمیں پر
اُس شہر کا مشتاق دلِ زار بہت ہے

آئے کوئی جھونکا ہی مدینے کی ہوا کا
ہو یوں بھی اگر چارۂ بیمار بہت ہے

پھیلائے کہاں ہاتھ گدا آپ کے در کا
نادار سہی پھر بھی یہ خوددار بہت ہے

عزمی نہ کہیں ڈھونڈ زمانے میں پناہیں
ہاتھ آئے تو بس دامنِ سرکار بہت ہے

پھر آج ہوا گلشنِ رحمت کی چلی ہے
مہکی ہوئی پھر آج مرے دل کی کلی ہے

جب ساقیِ کوثر کی کہیں بات چلی ہے
اک شمع سی رندوں کے تصوّر میں جلی ہے

کیا اس کے سراپا کی ہو تعریف کہ جس کی
اک ایک ادا نور کے سانچے میں ڈھلی ہے

جنّت کے طلبگار کو جنّت ہو مبارک
میرے لئے فردوس مدینے کی گلی ہے

مقصود خفی ہے مرے دل کا وہی عزمی
افسانۂ ہستی کا جو عنوانِ جلی ہے

نام۔ عزیز احمد۔ تخلص ۔ عزیز وارثی

تعلیم۔ مڈل

پیدائش۔ ۱۹۵۵ء

شرف تلمذ۔ درد اسعدی۔ برگ یوسفی (بالترتیب)

مطبوعہ کتب۔ ×

کتب زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ بلاک نمبر ۱۰۶۔ نزد غوثیہ مسجد۔ امریکن کواٹرز حیدرآباد۔

زمیں کی وسعتوں تک ہی نہیں رتبہ محمدؐ کا
مقامِ لامکاں پر بھی تو ہے چرچا محمدؐ کا

تجلّی طور کی کہتے ہیں جس کو دو جہاں والے
خدا شاہد وہ تھا ادنیٰ سا اک جلوہ محمدؐ کا

کوئی دیدار کا طالب کوئی امت کی بخشش کا
وہ تھا موسیٰ کا منشا اور یہ منشا محمدؐ کا

قیامت میں جو دیکھا مجھ کو دامانِ محمدؐ میں
مجھے بھی حشر والے کہہ اٹھے شیدا محمدؐ کا

خدا وہ دن بھی لائے کاش میری زندگانی میں
کہ ان آنکھوں سے جاکر دیکھ لوں روضہ محمدؐ کا

عزیز ایسے بتوں کی زندگی پر رشک آتا ہے
جنھوں نے سر کے بل گر کر پڑھا کلمہ محمدؐ کا

مقصدِ دیوانگی ہے آرزوئے مصطفیٰ
دیکھ لوں میں خواب ہی میں کاش روئے مصطفیٰ

ربِّ حبلی امتی ہاں ربِّ حبلی اُمتی
آرزوئے مصطفیٰ ہے آرزوئے مصطفیٰ

اُس جہاں سے اس جہاں میں شوق لے آیا مجھے
اب کہاں لے جائیگی اے جستجوئے مصطفیٰ

اللہ اللہ یہ تصوّر کی کرم فرمائیاں
دیکھ لیتا ہوں بہر صورت میں روئے مصطفیٰ

روح بھی اس کی معطر قلب و جاں بھی عطر بیز
جس کی یادوں میں بسی ہے یادِ بوئے مصطفیٰ

اب ہمارے جنتی ہونے میں کیا شک ہے عزیز
خواب میں دیکھا ہے ہم نے آج روئے مصطفیٰ

نام۔ عزیز الرحمٰن خان ۔ تخلص ۔ عزیز وارثی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۴ء

تعلیم ۔ مڈل

شرف تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ ۷/سی/۸!۳ لطیف آباد ۔ حیدرآباد

سجاؤ انجمنِ شوق تم قرینے سے
پیام آئیں گے پھر دیکھنا مدینے سے

زباں سے آپ کے جو بھی ادا ہوئے الفاظ
جڑے ہیں دل میں مسلمان کے قرینے سے

گلوں میں آج اُنہیں کے بدن کی خوشبو ہے
فضاؤں نے بھی مہک پائی ہے پسینے سے

ملا ہے سب کو علیٰ قدر مرتبہ اے دوست
نہ ہاتھ خالی گیا کوئی بھی مدینے سے

پڑھو درود پہنچنا ہے جو لبِ ساحل
صدا یہ آتی ہے طوفان میں سفینے سے

ہمارے داغِ جگر پر نہ کیجئے تنقید
چراغِ طور کی لو مل گئی ہے سینے سے

جدائی گنبدِ خضرا کی اب نہیں برداشت
عزیزؔ موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے

آپ کے لطف و کرم دیدہ تر تک پہنچے
اب مرے اشک ندامت بھی گہر تک پہنچے

آپ کی چشم توجہ کا کرشمہ یہ ہے
صبح کے بھولے ہوئے شام کو گھر تک پہنچے

جبکہ ہوں آپ نگہبان رسولِ عربی
پھر تو ممکن ہی نہیں ناؤ بھنور تک پہنچے

گنبدِ سبز سے پروانہ لئے بادِ صبا
منتظر ہوں کہ وہ کس دن مرے گھر تک پہنچے

رہرو راہِ مدینہ ہوں یہ ممکن ہی نہیں
گردشِ وقت مری گردِ سفر تک پہنچے

آپ بس اتنا ہی کہدیں کہ ہمارا ہے عزیز
جب گنہگار کبھی آپ کے در تک پہنچے

کعبہ میں ہے ابھی ابھی طیبہ نگر میں ہے
خوش ہوں کہ میرا ذوقِ نظارہ سفر میں ہے

وہ بات طور میں نہ کسی سنگ در میں ہے
جو بات آستانۂ خیر البشر میں ہے

جس کا علاج صرف محمدؐ کی اک نظر
اک ایسا اضطراب ہمارے جگر میں ہے

میں اپنی زندگی کو کہوں کیوں نہ کامیاب
سودائے عشقِ سرورِ کونین سر میں ہے

سجدہ جسے فرشتوں نے روزِ ازل کیا
وہ نورِ لم یزل تو لباسِ بشر میں ہے

سرکار پھر نگاہِ کرم بیکسوں پہ ہو
سرکار پھر سفینۂ امت بھنور میں ہے

جس پر نثار خلد کی رعنائیاں عزیزؔ
میری نگاہِ شوق اسی رہگذر میں ہے

نام ۔ سید عزیز الرحمٰن تخلص ۔ عزیز جے پوری

تعلیم ۔ ادیب فاضل ۔ منشی فاضل ۔ انٹر ۔ پیدائش سنہ 1915ء

شرف تلمذ ۔ مولوی سید امیر حسن صاحب سہاؔ

مطبوعہ کتب ۔ x

کتب زیر طباعت ۔ x

پتہ ۔ اے ۱۱۲/۲-۱۵۴۔ جیل روڈ ہیر آباد ۔ حیدر آباد

صبحِ طیبہ کو نکھرتے ہوئے ہیں نے دیکھا
عرش سے نور اُترتے ہوئے ہیں نے دیکھا

دستِ فطرت کو بہر شام و سحر اُن کے طفیل
رنگ کونین میں بھرتے ہوئے ہیں نے دیکھا

کہیں ایسا نہ ہو سرزد ہو کوئی بے ادبی
گنبدِ سبز کو ڈرتے ہوئے ہیں نے دیکھا

شمعِ فاراں جو تصوّر میں ضیا پاش ہوئی
نور ہر سمت بکھرتے ہوئے ہیں نے دیکھا

شوقِ دیدار نے مجبورِ سفر کر ہی دیا
قافلوں کو جو گزرتے ہوئے ہیں نے دیکھا

جو بھی اس در پہ گیا لیکے مرادیں لوٹا
ہر مقدر کو سنورتے ہوئے ہیں نے دیکھا

بات اوروں کی تو چھوڑو درِ اقدس پہ عزیزؔ
سجدے کرنوں کو بھی کرتے ہوئے ہیں نے دیکھا

آپ آئے مہ و خورشید کا محور بدلا
اک اشارے سے زمانہ کا مقدر بدلا

آج تک سوچ رہے ہیں یہ زمانے والے
کیوں نہ اب تک کوئی ارشادِ پیمبر بدلا

دوستوں کی ہے الگ بات یہ دیکھے تو کوئی
دشمنوں کو بھی دیا آپ نے بہتر بدلا

ہر تمنائی کو آغوش میں رحمت نے لیا
عشقِ سرکار کا پایا سرِ محشر بدلا

آپ نے توڑ دیئے رسم و رواجِ عالم
ورنہ اس دور میں پتھر کا تھا پتھر بدلا

اللہ اللہ جمالِ رخِ زیبائے رسولؐ
پرتوِ حسن سے کونین کا منظر بدلا

صرف بدلے ہی نہیں وقت کے آثار عزیزؔ
زاویہ فکر و نظر کا بھی سراسر بدلا

سودائے آرزوئے مدینہ جو سر میں ہے
ٹھراؤ کائنات کا میرے سفر میں ہے

ایسا جہاں میں کون خبر گیر، آگیا
اک دھوم سی مچی ہوئی اہلِ خبر میں ہے

ہر لحظہ ہے نگاہ میں وہ سنگِ آستاں
جنت ہے جس کا نام، مری رہگذر میں ہے

ہے کس قدر قریب دیارِ رسول سے
وہ راہرو جو محوِ خیالِ سفر میں ہے

حدِّ دنیٰ سے آگے بڑھیں ساتھ آپ کے
یہ تاب جبرئیل کے کب بال و پر میں ہے

کعبہ سمجھ کے میں نے جبیں سے لگا لیا
وہ نقش پائے پاک جو اس رہگزر میں ہے

اُس کی لطافتوں کی کوئی حد نہیں عزیزؔ
خوشبو کہ جو مدینہ کے گل ہائے تر میں ہے

ایوب مائل (حیدر آباد)

پھرنے لگا نظر میں سراپا رسولؐ کا
میرے لبوں پہ نام جو آیا رسولؐ کا

ہر شے میں وہ کرے گا نظارا رسول کا
جو شخص دل سے ہو گیا شیدا رسول کا

مہتاب و آفتاب ہیں شرمندہ آج بھی
پھیلا ہوا ہے ایسا اُجالا رسولؐ کا

اسمِ نبی سے زینتِ لوح و قلم بڑھی
عنوانِ کائنات ہے جلوا رسول کا

ہم عاصیوں کے واسطے ہے باعثِ نجات
عرشِ بریں سے لوٹ کے آنا رسول کا

مائل مرے خیال حسیں کیوں نہ ہوں کہ اب
چھایا ہوا ہے رنگِ تمنّا رسولؐ کا

محمدؐ مصطفےٰ خیر الامم ہیں
ازل سے مائلِ لطف و کرم ہیں

بلا لیجئے مجھے بھی اپنے در پر
مرے دل پر زمانے بھر کے غم ہیں

خطا کاروں پہ رحمت کی نظر ہو
کہ عاصی مبتلائے رنج و غم ہیں

ثنائے خواجۂ کون و مکاں لکھ
محمدؐ صاحبِ لوح و قلم ہیں

تجلّی پر تجلّی دیکھتے ہیں
تصوّر آپ کا ہے اور ہم ہیں

انہیں خیر الوریٰ کہکر پکاریں
وہی تو دافعِ رنج و الم ہیں

بھٹک سکتا نہیں راہوں میں مائلؔ
کچھ ایسے آپ کے نقشِ قدم ہیں

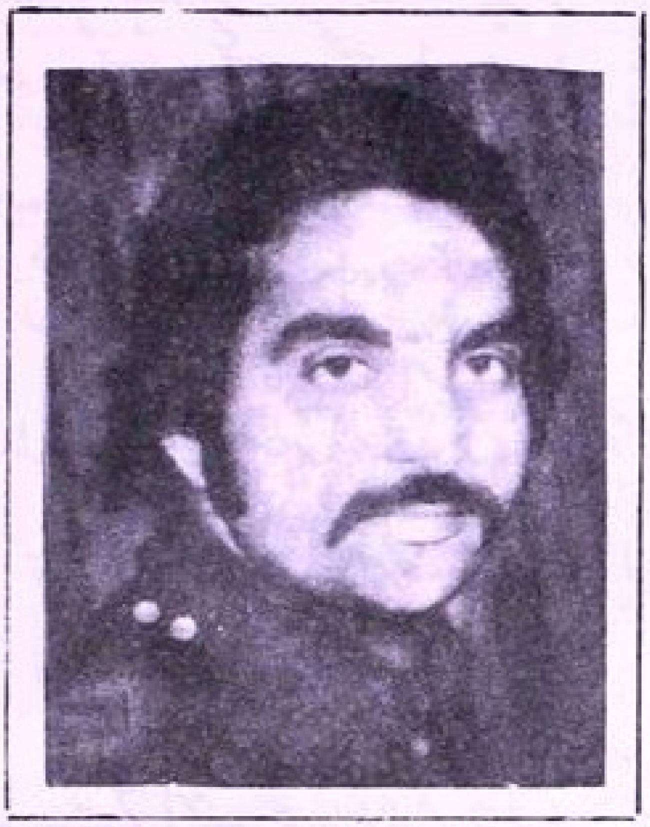

نام ۔ سید محسن علی شاہ ۔ تخلص ۔ محسن

پیدائش ۔ ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۵۶ء

تعلیم ۔ ایم اے ۔ اردو

شرفِ تلمذ ۔ ضامن حسنی

مطبوعہ کتب :۔ ×

کتب زیرِ طباعت ۔ ×

پتہ :۔ ۲۳ ۔ ملّتِ اسلام کالونی (پٹھان کالونی) حیدرآباد ۔

ہوا شیدا جو محبوبِ خدا کا
وہ پیکر بن گیا نور و ضیا کا

خزانہ خُلق کا نعتِ محمدؐ
خزینہ ہے وہی جود و سخا کا

مہک اٹھی فضائے بزم ہستی
لیا جب نام میں نے مصطفےٰؐ کا

نہ پائے گوہرِ مقصود کیوں کر
سلیقہ ہو جو عرضِ مدعا کا

جو سچ پوچھو تو ہے معراجِ الفت
پہنچنا عرش پر خیرالوریٰ کا

ہے قائم رابطہ ان کے دم سے محسنؔ
مکانِ ولامکاں۔ ارض و سما کا

جسے بھی گنبدِ خضرا دکھائی دیتا ہے
اُسے نظارا خدا کا دکھائی دیتا ہے

بہت سے نام ہمارِ حریم جاں ہیں مگر
بس ان کا نام ہی پیارا دکھائی دیتا ہے

خدا کے بعد جہاں میں جو حرفِ آخر ہو
وہ نام صرف نبی کا دکھائی دیتا ہے

مدینہ سب کی مرادوں کی منزلِ مقصود
وہیں پہ سب کا ٹھکانا دکھائی دیتا ہے

خدائے پاک کی تخلیق کا حسیں پیکر
صفات و ذات میں یکتا دکھائی دیتا ہے

سُنا رہا ہے سرِ بزم نعت محسنؔ شاہ
نصیب اس کا سنورنا دکھائی دیتا ہے

نام - مرزا امتیاز - تخلص = امتیاز مرزا

تعلیم - میٹرک پیدائش - ۱۶؍ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء

شرف تلمذ - نہال صاحب اجمیری

مطبوعہ کتب = ×

کتب زیر طباعت = ×

پتہ - لطیف آباد نمبر ۱۱ - حیدر آباد -

یہ فیصلہ اٹل ہے تذبذب کی جا نہیں
راضی نہیں رسولؐ تو راضی خدا نہیں

بھٹکے گا ہر قدم پہ وہ راہِ حیات ، میں
جس کی نگاہ سوئے درِ مصطفےٰ نہیں

دنیا کی الجھنوں میں گرفتار ہو گیا
زلفِ رسولؐ کا جسے صدقہ ملا نہیں

پیدا اگر رسولؐ نہ ہوتے جہان میں
انساں خدا کی ذات کو پہچانتا نہیں

شکرِ خدا کہ مجھ کو ولائے رسول میں
بخشا وہ درد جس کی میسّر دوا نہیں

جو شاہِ دیں کے نقشِ قدم پر نہ چل سکا
خلدِ بریں کا راستہ اس کو ملا نہیں

مرزاؔ انھیں سے مانگ دو عالم کی نعمتیں
سرکارِ دو جہاں کے تصرّف میں کیا نہیں

یہ محمدؐ کی شانِ یکتائی
دونوں عالم ہوئے ہیں شیدائی

باغِ عالم کے ہر گلِ تر میں
ہے محمدؐ کی جلوہ آرائی

یہ حلیمہ بتاؤ تو مجھ کو
تم کو دائی کہوں کہ سودائی

حق یہ ہے گلشنِ رسالت میں
آپ کے دم سے ہی بہار آئی

شمع روشن ہے وہ مدینے میں
جس سے دنیا نے روشنی پائی

آپ کی ہر ادا پہ شاہِ اُمم
مرنے والوں نے زندگی پائی

اشک دامن تک آگئے مرزاؔ
جب رسولِ خداؐ کی یاد آئی

یہ دربارِ نبیؐ محترم ہے
یہاں مدحت کرو جتنی بھی کم ہے

فرازِ عرش بھی معراج کی شب
رسول اللہ کے زیرِ قدم ہے

کروں کیا مدحِ سرکارِ دو عالم
یہاں قاصر مرا زورِ قلم ہے

یہی دیکھے گا محشر میں خدا بھی
محمدؐ کی کدھر چشمِ کرم ہے

وہاں اب تک فرشتے بھی نہ پہنچے
محمدؐ کا جہاں نقشِ قدم ہے

سنہری جالیاں اور سبز گنبد
یہ نظارہ بھی کیا جنت سے کم ہے

یہ پاسِ عشقِ مرزاؔ کی زباں پر
درودِ آلِ نبی پر دمبدم ہے

نام ۔ سردار حسین   تخلص ۔ مضطر

تعلیم ۔ مڈل ۔   پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۹ء

شرفِ تلمذ ۔ درد اسعدی

پتہ ۔ مکان نمبر ۲۲۷ بلاک ڈی ٹنڈو میر غلام حسین

دارثی کالونی لطیف آباد یونٹ نمبر ۹ ۔ حیدرآباد ۔

نعت احمدؐ میں وہ الفاظ کی زیبائی ہے
ایسا لگتا ہے کوئی انجمن آرائی ہے

دل میں پھر یادِ نبیؐ جھوم کے لہرائی ہے
پھر مرے گلشنِ ہستی پہ بہار آئی ہے

لے چل اے عشق درِ شاہِ رسولاں پہ مجھے
ایک عالم کہ جہاں محوِ جبیں سائی ہے

دُور طیبہ سے بہت دور پڑا ہوں یارب
کوئی دمساز نہیں عالمِ تنہائی ہے

جاؤ دیکھو تو ذرا سوئے مدینہ یارو
غالباً پھر کوئی پیغام صبا لائی ہے

ان گنت لاکھ سہی تشنہ لبانِ محشر
بیکراں آپ کے کوثر کی بھی گہرائی ہے

نعت میں گنجِ معانی ہے خدا کی بخشش
ورنہ مضطرؔ کو کہاں طاقتِ گویائی ہے

الٰہی بس مرے دل کی یہی حسرت نکل جائے
کہ دربارِ محمدؐ میں مجھے لیکر اجل جائے

پھرے ناکام دربارِ رسالت سے نہیں ممکن
مگر اِک شرط ہے لے کر کوئی اچھا عمل جائے

چلو اک بار پھر چارہ گرو لیکر وہیں مجھ کو
طبیعت پھر مری شاید مدینے میں سنبھل جائے

سلیقہ نعت گوئی کا مجھے آجائے یا مولیٰ
بلا سے مجھ سے میرا حسنِ اندازِ غزل جائے

درودِ سرورِ کونینؐ کا رکھ ورد اے مضطرؔ
نہ جانے روح تیری کب ترے تن سے نکل جائے

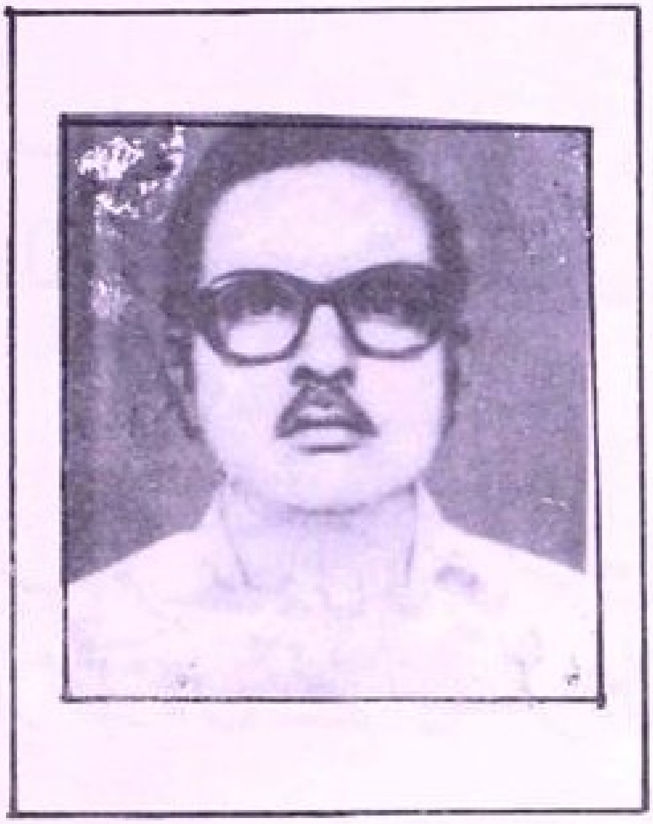

نام ۔ عزیز احمد ہاشمی

تخلص ۔ مضطر ہاشمی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۴۱ء

تلمذ ۔ حضرت شرف سیمابی

پتہ ۔ پلاٹ ۸/۱۰۰ یونٹ نمبر ۵ بلاک ڈی

لطیف آباد ۔ حیدرآباد ۔

پھر خوشبوؤں کے شہر میں جلنے کا شوق ہے
روداد غم نبیؐ کو سنانے کا شوق ہے

سرکارِ دوجہاں کی محبت کے نور سے
دل کو چراغِ طور بنانے کا شوق ہے

مجھ کو رسولِ اُمّی لقب کے جمال سے
محرابِ جان و دل کو سجانے کا شوق ہے

میں عاشقِ رسولؐ ہوں مجھ کو چمن چمن
سچائی کے گلاب اُگانے کا شوق ہے

ان کی محبتوں کے سہارے سے آج بھی
مجھ کو منافرت کے مٹانے کا شوق ہے

مضطرؔ جمالِ رحمتِ عالم کے نام سے
میری نظر کو آئینہ خانے کا شوق ہے

اللہ کے وجود کا عرفان آپ ہیں
یعنی یقیں کے رحل پہ قرآن آپ ہیں

روشن ہے جس کی ذات سے قندیلِ کائنات
وہ نورِ لازوال وہ انسان آپ ہیں

بخشا ہے حق نے آپ کو ہفت آسماں کا تاج
لاریب کائنات کے سلطان آپ ہیں

ہم خوش نصیب ہیں کہ خطاؤں کے باوجود
ہم پر خدائے پاک کا احسان آپ ہیں

ہم مفلسوں کے پاس قیامت کے روز بھی
کچھ ہے تو بس نجات کا سامان آپ ہیں

مضطر دیارِ عقل کی تاریک رات میں
سچائیوں کا نور ہیں فرقان آپ ہیں

نام ۔ عبدالشکور ۔ تخلص ۔ منصور اجمیری

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۴ء

شرف تلمذ ۔ برگ یوسفی

مطبوعہ کتب ۔ عشقِ منصور

پتہ ۔ چنڈیل لین گل شاہ روڈ ۔ حیدرآباد

بیٹھا ہوں دل کو آئینہ ساماں کئے ہوئے
بطحا کی سمت دیدۂ حیراں کئے ہوئے

آیا زبانِ عشق پہ نامِ رسولِ پاک
ہر مشکلِ حیات کو آساں کئے ہوئے

آنسو بھر آ گئے ہیں مدینے کی یاد میں
ہوں گوشۂ نظر کو چراغاں کئے ہوئے

یہ کون جا رہا ہے مدینے کی سمت آج
دیوانہ وار چاک گریباں کئے ہوئے

جاؤں گا اُڑ کے گنبدِ خضریٰ کی سمت میں
دامن کو اپنے تختِ سلیماں کئے ہوئے

صبحِ حرم ہے شامِ مدینہ کے ساتھ ساتھ
میری نظر کو خلد بداماں کئے ہوئے

منصورؔ چاہتا ہوں کہ یادِ رسول میں
بیٹھا رہوں حضور کا ارماں کئے ہوئے

نام ۔ میر حسین علی

تخلص ۔ میر

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۶ء

تعلیم ۔ بی، اے، ایل ایل، بی، ڈی، پی، اے، سی، پی، ایس

شرف تلمذ ۔

سکونت، ۵۔ ۷۔ اے ۔ ۱۰۔ شاہ لطیف آباد حیدرآباد

وہ جو سرمایۂ رسالت ہیں
ساری دنیا میں خوبصورت ہیں

نام جن کا محمدؐ عربی
شمعِ بزمِ جہانِ وحدت ہیں

وجہِ تخلیقِ کائنات ہیں آپ
دوجہاں آپ سے عبارت ہیں

حُسنِ کامل ہیں محسنِ اعظم
خوبصورت ہیں خوب سیرت ہیں

خاک پائے نبیؐ کے ذرے بھی
واقعی سرمۂ بصارت ہیں

کارگاہِ حیاتِ فانی میں
آپ تابندہ اک حقیقت ہیں

شاہِ لولاک کی عنایت سے
میرؔ ہم صاحبِ بصیرت ہیں

فہم و ادراک میں ہے کتنی رسائی دیکھو
کس کے تابع ہے خدا کی یہ خدائی دیکھو

میرا ذمہ ہے کہ مل جائیگی ہر غم سے نجات
دے کے سرکارِ دو عالم کی دہائی دیکھو

عرش تا فرش عجب حسن نظر آتا ہے
شاہِ کونین کی یہ جلوہ نمائی دیکھو

قُربِ قوسین پہ پہنچے کبھی سدرہ کے قریب
دیکھو محبوبِ خدا کی یہ رسائی دیکھو

صدق دل سے شہِ کونین کو تم یاد کرو
اپنے آغوش میں پھر ساری خدائی دیکھو

تابِ نظارہ کرو میرے نظر میں پیدا
حق کے محبوب کی پھر جلوہ نمائی دیکھو

نام ۔ نجمہ ناہید　　　　　　تخلص ۔ نجمی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۵۴ء

تعلیم ۔ ایم ۔ اے

شرف تلمذ ۔ حضرت عارف رئیسی اکبرآبادی

مطبوعہ کتب ۔ ×

زیر طباعت ۔ ×

پتہ ۔ ای ۔ ۲۱۹/ای ۔ ذیل پاک کالونی ۔ حیدرآباد ۔

نظر جس روز بھی مجھ پر مرے سرکار کی ہوگی
میں دیکھوں گی مدینہ مجھ کو دُنیا دیکھتی ہوگی

یقیناً ایک دن ایسا بھی آئے گا محبت میں
کہ ہم ہوں گے جنوں ہوگا محمدؐ کی گلی ہوگی

مدینے چل ۔ مدینے چل ۔ مدینے چل مدینے میں
محبت ہی محبت زندگی ہی زندگی ہوگی

مجھے ہے اپنے جذبِ عشق پر کامل یقیں اے دل
تمنائے مدینہ ایک دن پوری مری ہوگی

ذرا ہونے تو دو بخمیؔ اشارہ چشمِ احمدؐ کا
ہماری بیخودی پر دردگارِ آگہی ہوگی

زباں پہ نامِ محمدؐ جو بار بار آئے
تو کیوں نہ گلشنِ ایمان پر نکھار آئے

جو دل کی سمت نظر کی تو سامنے تھے رسولؐ
پکارنے کو تو ہم جا بجا پکار آئے

کسی طرح بھی مٹے کاہشِ غمِ طیبہؔ
کسی طرح دلِ بیتاب کو قرار آئے

اب ان کی شانِ کرم کا ہے آسرا ورنہ
بقدرِ حوصلۂ دل تو ہم پکار آئے

سدا بہار ہے ہر زخمِ یادِ روئے نبیؐ
ہمارے پاس نہ رسوائیِ بہار آئے

درِ حضورؐ کا نجمیؔ یہ معجزہ کیا خوب
وہ سرخرو ہوئے جو گھر سے شرمسار آئے

نام : نفیس الدین فریدی ۔ تخلص : نفیس فریدی اسعدی

پیدائش : ۲ر جولائی سنہ ۱۹۳۵ء

تعلیم : ایم ۔ اے (اردو)

شرفِ تلمذ : حنیف اسعدی

مطبوعہ کتب : ×

زیر طباعت : ×

پتہ ۔ کھوکھرا پار ۔ ملیر کراچی

نبیوں میں ہے یہ رتبہ رسالتمآبؐ کا
پھولوں میں جیسے پھول شگفتہ گلاب کا

ادنیٰ سا ہوں غلام رسالت مآبؐ کا
اب کچھ بھی غم نہیں مجھے روزِ حساب کا

نورِ خدا ہے جلوہ فگن ذاتِ پاک میں
جیسے ہو ماہتاب میں عکس آفتاب کا

طاعت خدا کی طاعتِ خیر الوریٰ سے ہے
کہتا ہے حرف حرف خدا کی کتاب کا

حقا کہ سب سے برتر و بالا خدا کی ذات
اور اس کے بعد مرتبہ عالی جناب کا

اُس دور کے لئے بھی دعا کی حضورؐ نے
جو دور مستحق تھا خدا کے عذاب کا

یہ در وہ در ہے جس کے بھکاری ہیں سب نفیسؔ
شاہ و گدا سبھی پہ کرم ہے جناب کا

نور ہیں نورِ مجسّم ہیں رسولِ عربی
وجہہ تخلیقِ دو عالم ہیں رسولِ عربی

اشرف و افضل و اعظم ہیں رسولِ عربی
اقدس و اطہر و اکرم ہیں رسولِ عربی

ناز فرمائے مشیئت تو فرشتے صدقے
مرحبا عظمتِ آدم ہیں رسولِ عربی

مجھ پہ رحمت کا اک ادنیٰ سا اشارہ ہو جائے
خود ہی مٹ جائیں گے جو غم ہیں رسولِ عربی

آپ ہیں دل کے ہر اک درد کا درماں آقا
آپؐ ہر زخم کا مرہم ہیں رسولِ عربی

یوں تو محرومِ نظارہ ہیں نگاہیں پھر بھی
فاصلے دل سے بہت کم ہیں رسولِ عربی

کہہ رہا ہے یہی قرآن کا ہر حرف نفیسؔ
آپ کونین کے محرم ہیں رسولِ عربی

نام ۔ مراد علی

تخلص :۔ نوؔر

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۳۳ء

تعلیم ۔ بی اے، ایل، ایل، بی

پتہ ۔ ضلع کونسل جیکب آباد ۔ سندھ ۔

یہ بادِ صبا جب بھی گئی سوئے محمدؐ
لائی ہے مرے واسطے خوشبوئے محمدؐ

اکساتا ہے سجدوں پہ مجھے ذوقِ عقیدت
محرابِ حرم لگتے ہیں ابروئے محمدؐ

مہکاتی ہے جو بادِ صبا سارا گلستاں
راتوں کو اڑا لاتی ہے خوشبوئے محمدؐ

رعنائیِ فردوس ترے دل سے اتر جائے
رضواں جو کبھی دیکھ لے تو کوئے محمدؐ

رہتے ہیں ضیا پاش مہ و مہر فلک پر
کرتا ہے عطا نور انہیں روئے محمدؐ

درِ اقدس پہ جب سے سر جھکا ہے
مقدر کا سویرا ہو گیا ہے

زہے قسمت کہ ان سے رابطہ ہے
سلیقہ زندگی کا آ گیا ہے

ہوا جنت کی کیسے راس آئے
نظر میں تو مدینہ گھومتا ہے

زمانہ کہکشاں سمجھا ہے جس کو
حقیقت میں وہ ان کا نقشِ پا ہے

بوقتِ مدحتِ محبوب یارب
مرے لہجے میں تو ہی بولتا ہے

ملا ہے نور مجھ کو اوجِ منبر
محمدؐ کی ثنا کا یہ صلہ ہے

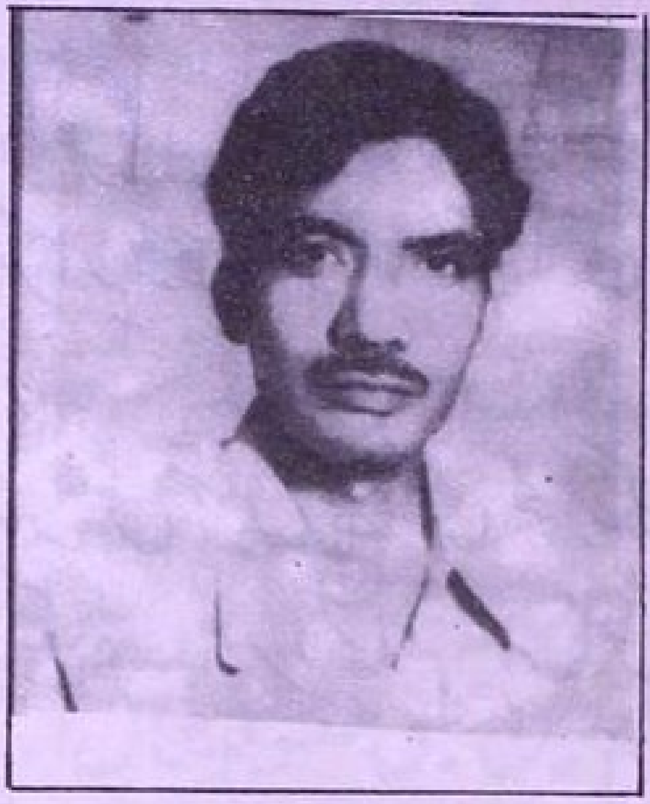

نام ۔ محمد صدیق ۔

تخلص ۔ نیّر ۔ پیدائش سنہ ۱۹۴۸ء

تعلیم ۔ بی ، اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی

شرفِ تلمذ ۔ درّد اسعدی

مطبوعہ کتب :۔ ×

کتب زیرِ طباعت ۔ ×

پتہ ۔ اکاؤنٹنٹ سیشن کورٹ جیکب آباد

دل کے ہر گوشے میں رعنائی ہی رعنائی ہے
یادِ محبوبِ خدا لے کے بہار آئی ہے

دل ہمارا تو عجب طرح کا سودائی ہے
صرف سرکارِ دو عالم کا تمنائی ہے

اب تصوّر میں نہیں کچھ بھی محمدؐ کے سوا
کتنا پُر کیف مرا عالم تنہائی ہے

مجھ پہ کچھ ایسا ہوا عشقِ محمدؐ کا اثر
دل کے آئینے میں کونین سمٹ آئی ہے

وقف تھا روزِ اوّل جو شہہ بطحا کیلئے
آج دنیا میں اُسی حُسن کی زیبائی ہے

اے خدا لاج مرے عزم کی تو ہی رکھنا
میں نے اُس روضے پر مرنے کی قسم کھائی ہے

عشقِ سرکارِ دو عالم کی بدولت نیرؔ
زندگی روح نے آنکھوں نے جلا پائی ہے

مظہرِ خالقِ دو جہاں آپؐ ہیں
بزمِ ہستی کے روحِ رواں آپؐ ہیں

کیوں نہ بھیجیں سلام و درود آپؐ پر
باعثِ رحمتِ دو جہاں آپؐ ہیں

آپؐ کے نور کی ہے ضیاء چار سو
مہر و انجم میں بھی ضو فشاں آپؐ ہیں

دولتِ دین و ایماں عطا سب کو کی
علم و حکمت کا بحرِ رواں آپؐ ہیں

انبیاء کتنے آئے جہاں میں مگر
خاتم الانبیاء بے گماں آپؐ ہیں

برملا کہہ اٹھے لا کلام البشر
اس کلامِ خدا کی زباں آپؐ ہیں

مجھ کو محشؔر کا اندیشہ ہو غم کس لئے
ہر گھڑی جبکہ وردِ زبان آپؐ ہیں

نام ۔ آغا نیر علی   تخلص : نیر اسعدی

تعلیم ۔ بی اے ۔ اردو (ایڈوانس)   پیدائش ۔ سنہ ۱۹۵۴ء

شرف تلمذ ۔ درد اسعدی ۔ فیض بھرتپوری

مطبوعہ کتب : ×

زیر طباعت : ×

پتہ ۔ این ۲۸ ۔ پی ۔ آئی ۔ بی ۔ کراچی ۔

رہگذارِ مصطفےٰ سے تم گزر کر دیکھنا
سنگریزوں میں بھی گویائی کے جوہر دیکھنا

اپنے دامن میں چھپالیں گے مرے آقا مجھے
خود بخود ہوگی شفاعت روزِ محشر دیکھنا

گردشِ تقدیر کوسوں دور ہوتی جائے گی
گوشۂ تنہائی میں تم نعت کہکر دیکھنا

روشنی تم کو بصیرت کیلئے مل جائے گی
مصطفےٰ کا نام لوحِ دل پہ لکھ کر دیکھنا

پھول چننے ہیں مجھے نذرِ عقیدت کیلئے
میرے آقا میری جانب مسکرا کر دیکھنا

اشتیاقِ دید میں جب بھی سوئے طیبہ چلو
پھر نہ اے نیرؔ کبھی دنیا کو مڑ کر دیکھنا

لکھوں تو قلم کوثر و زم زم سے دھلا ہو
اس شان سے محبوبِ الٰہی کی ثنا ہو

سر آپ کے سنگِ درِ اقدس پہ جھکا ہو
مفہوم عبادت کا نہ کچھ اس کے سوا ہو

پہنچوں جو مدینے تو وہیں موت بھی آئے
اے کاش مرے دل کی یہ مقبول دعا ہو

ہو نام محمدؐ جو مرے ہونٹوں کی زینت
پھر صلی علیٰ صلی علیٰ دل کی صدا ہو

گو دید کی طالب تو بہت ہیں مری نظریں
وہ سامنے نظروں کے جو آجائیں تو کیا ہو

حسرت ہے کہ مر جاؤں تو ان کا ہی کہیں سب
تربت پہ غلامِ شہِ لولاک لکھا ہو

نیر ترا کردار سنور جائے یقیناً
گر آئینۂ دل پہ محبت کی جلا ہو

بہ فیضِ عشقِ نبی زیست بے مزا بھی نہیں
اب اس کے بعد کوئی اور مدعا بھی نہیں

درِ رسول ہے میں ہوں خدا کی رحمت ہے
اب انتہائے مسرت کی انتہا بھی نہیں

رسولِ پاک کے دامن کو تھام رکھا ہے
بغیر اُن کے مرا رب سے رابطہ بھی نہیں

نہ جس کو یادِ خدا ہے نہ جس کو یادِ نبیؐ
خود اپنی ذات سے وہ شخص آشنا بھی نہیں

رہِ حیات میں منزل کی جستجو کے لئے
بغیرِ عشقِ نبیؐ دو قدم چلا بھی نہیں

جہاں پہ احمدِ مختار کے قدم پہنچے
وہاں فرشتوں کا نیّر گزر ہوا بھی نہیں

نہ وہ عجم کا ہے آقا نہ وہ عرب کا ہے
خدا گواہ کہ میرا رسول سب کا ہے

تصورات میں چہرہ شہِ عرب کا ہے
یہ وقت میرے لئے کس قدر طرب کا ہے

کرم کریم کا ہے فیضِ رحمتِ کونین
اُسی کا میں ہوں جو محبوب میرے رب کا ہے

بہ ہر نفس ہے صدا دل کی یا رسول اللہ
میرے لئے یہ وظیفہ نو روز و شب کا ہے

بتاؤں اس کی ثنا کس طرح لکھوں اے دل
کہ وہ رسولؐ جو ممدوح میرے رب کا ہے

درود پہلے پڑھو نام ان کا بعد میں لو
کہ یہ مقام رہِ عشق میں ادب کا ہے

بہ فیضِ حضرتِ حسّان لکھدیا سب نے
کہ نعت گوئی میں نیر بڑے غضب کا ہے

چھٹپتے چھٹپتے

چند احباب کی تخلیقات اُس وقت ملیں جب کتاب
ہٰذا طباعت کی منزل میں داخل ہو چکی تھی اور ان کو
شاملِ کتاب نہ کرنا ان کو ثواب سے محروم کرنا تھا۔ مجبوراً
ان احباب کا کلام آخر میں شاملِ کتاب کیا جا رہا ہے جس کے
لئے معذرت کا طالب ہوں۔

دردؔ اسعدی

قطعۂ تاریخِ اشاعت

ثنائے خواجۂ کونین

از برگؔ یوسفی

یہی ا ہے عاقبت کا توشہ خانا
شعورِ نعت کو ایمان جانا
سبھی نے مصرعۂ تاریخ اے برگؔ
ثنائے خواجۂ کونین مانا

۱۴۰۴ ھجری

نام :۔ محمد یوسف علی جعفری ۔ تخلص ۔ انجم عزیزی

تاریخ پیدائش :۔ ۱۹۲۶ء

تعلیم :۔ میٹرک

شرف تلمذ :۔ حافظ محمد یوسف علی عزیز جے پوری

پتہ :۔ لطیف آباد نمبر ۱۰ ۔ حیدر آباد ۔

وہاں اک ازدحامِ نور تھا کل شب جہاں گذری
ظہورِ جلوۂ مستور تھا کل شب جہاں گذری

کہوں کیسے کہ ممکن ہی نہ تھا ادراکِ نظارہ
کہ میں اپنے سے کوسوں دور تھا کل شب جہاں گذری

میں اپنے ہی مقابل تھا رہا احساس یہ پیہم
نہ جانے کس نشے میں چور تھا کل شب جہاں گذری

ادائے تمکنت عشوہ طرازی ناز و غمازی
غرض جو دار تھا بھرپور تھا کل شب جہاں گذری

حصولِ کیف وکم ہی مدعائے شوق کیا ہوتا
وہاں سوزِ یقیں منشور تھا کل شب جہاں گذری

متاعِ جان وایماں کا بچانا ہو گیا مشکل
کہ لٹ جانا وہاں دستور تھا کل شب جہاں گذری

زباں کچھ کہہ نہیں سکتی وہ کیا عالم تھا اے انجم
مقابل نور کے اک نور تھا کل شب جہاں گذری

حافظ قاری ریاض احمد ریاضؔ (حیدرآباد)

کون سمجھے آپ کی گہرائیاں
فرش سے ہیں عرش تک دارائیاں

رحمت اللعالمیں پایا لقب
ہیں زمانے پر کرم فرمائیاں

آ رہا ہے کون اے صبحِ حرم
بج رہی ہیں ہر طرف شہنائیاں

آپ تھے اللہ تھا، کوئی نہ تھا
اے سبحان اللہ وہ تنہائیاں

اُن کی نظروں کا تصرّف دیکھئے
زندگی لینے لگی انگڑائیاں

ہے تصوّر کس کی آنکھوں کا ریاضؔ
دور تک پھیلی ہیں جو رعنائیاں

مقامِ آگہی پایا رموزِ زندگی سمجھے
ہوئے ممتاز عالم میں جو ارشادِ نبی سمجھے

دو عالم میں اسی کو عشق کی معراج حاصل ہے
بہ صدقِ دل جو آن کی یاد جزدِ بندگی سمجھے

جو کچھ سمجھے ہیں انکی ذاتِ اقدس کو تو دنیا میں
ابوبکر و عمر سمجھے ہیں عثمان و علی سمجھے

ہے صد رشکِ دو عالم جذبۂ حُبِّ نبی اس کا
کہ جو سرشارِ الفت ہو مگر پھر بھی کمی سمجھے

بہر لمحہ شبِ معراج چرچا تھا فرشتوں میں
عروجِ آدمی دیکھا مقامِ آدمی سمجھے

مئے حُبِّ رسولِ پاک بخشے آگہی جس کو
وہ اسرارِ خودی جانے رموزِ بیخودی سمجھے

متاعِ عشقِ سرکارِ دو عالم جس کو حاصل ہو
ریاضؔ اس کو ہے زیبا خود کو دنیا سے غنی سمجھے

الیاس شاہد (حیدر آباد)

جہاں بھی ہم نے ان کے نام کی مشعل جلائی ہے
وہاں منزل ہمارے واسطے خود چل کے آئی ہے

سجا رکھا ہے میں نے دامنِ دل کو محبت سے
کہ میری عمر بھر کی بس یہی ساری کمائی ہے

خلا کے دوش پر جس نے چراغ ضبط رکھا تھا
اس رہبر نے سچی راہ دنیا کو دکھائی ہے

خدائے پاک دبرتر یہ ترا احسان ہے مجھ پر
بنا کر امتی ان کا بڑی قسمت جگائی ہے

خدا کو بھی وہی دیکھیں جنھیں پہچان ہو اپنی
زمانے کو خدا نے ہر طرح صورت دکھائی ہے

نبی کے نام کو الیاس شاہد چومتے رہنا
نبیؐ کے نام سے جب انجمن تم نے سجائی ہے

مرے آقا ذرا دانائی دینا
میں اندھا ہوں مجھے بینائی دینا

جو میری عیب جوئی کر رہا ہے
اُسے شہرت مجھے رسوائی دینا

ہوائیں، خوشبوئیں، رنگت، اجالے
میرے خطہ کو ہر برنائی دینا

میں اس مٹی میں ملنا چاہتا ہوں
مدینے میں مجھے انگنائی دینا

لگا ہیں سبز گنبد پر جمی ہیں
انھیں کے ہاتھ ہے بینائی دینا

مثالوں میں مرے الفاظ بولیں
مرے لہجہ کو وہ سچائی دینا

انھیں کا کام ہے الیاس شاہد
زباں کو قوتِ گویائی دینا

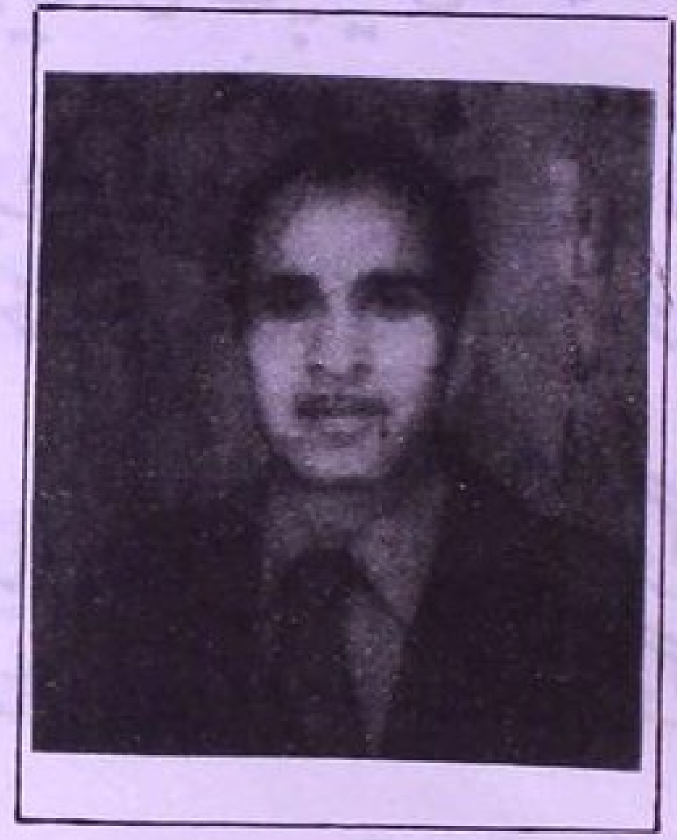

نام۔ اشرف حسین ۔ تخلص :۔ شعلہ بدایونی

پیدائش :۔ سنہ ۱۹۳۴ء

تعلیم :۔ میٹرک

شرفِ تلمذ :۔ خادمی اجمیری

پتہ :۔ گلستانِ اشرف ٹنڈو ولی محمد

مسان روڈ۔ حیدرآباد۔

شعلہ درِ حبیب پہ قربان ہو گیا
بے چین دل کے چین کا سامان ہو گیا

جس پر رسولِ پاکؐ کا فیضان ہو گیا
اس کو خدا کی ذات کا عرفان ہو گیا

ان کا خیال دل میں جو مہمان ہو گیا
ہر مرحلہ حیات کا آسان ہو گیا

خورشید لوٹ آیا ہے تعمیلِ حکم پر
اور چاند اک اشارے پہ قربان ہو گیا

اللہ رے نوازشِ محبوبِ کبریا
در پر گدا جو آیا وہ سلطان ہو گیا

آئینہ جمالِ رسالت مآبؐ کو
مہرِ مبیں بھی دیکھ کے قربان ہو گیا

شعلہ قدومِ سیدِ والا نسب سے
عزتِ مآب دہر میں انسان ہو گیا

ایک نظر اے رحمتِ عالم
کوئی نہیں ہے میرا ہمدم

سب سے مکرّم سب سے معظّم
خیرِ مجسم رحمتِ عالم

دیکھیں کب پہنچائے مدینہ
لے تو چلا ہے جذبۂ پیہم

دل میں غم ہے ہجرِ نبی کا
ہیچ ہے اب دنیا کا ہر غم

نعتِ نبی کا نغمہ چھیڑا
اُبھرا دل کے ساز سے سرگم

آج سے شعلہ لکھوں گا
نعت زیادہ اور غزل کم

نام ۔ سید تحسین احمد ۔ تخلص = شہیر نجمی

پیدائش ۔ سنہ ۱۹۲۵ء

تعلیم ۔ منشی فاضل ۔ طبیب فاضل ۔ بی کام ۔ بی ۔ ای سول انجنیرنگ

شرف تلمذ ۔ حضرت جگر مرادآبادی مرحوم

مطبوعہ کتب = ×

پتہ ۔ ۲۶۲ ۔ ۱۱۳/اے ہیرآباد ۔ حیدرآباد ۔

یہ اوج مقامِ شہِ بطحا نظر آیا
کعبہ کا بھی رُخ سوئے مدینہ نظر آیا

عالم یہ محبت میں نرالا نظر آیا
خود حسن بھی مجبورِ تقاضا نظر آیا

کیوں گوشۂ دامانِ نبی ڈھونڈ رہے ہو
اے اہلِ قیامت یہ تمہیں کیا نظر آیا

ان کے رُخِ روشن سے ہٹائے جو نگاہیں
ایسا نہ کوئی دیکھنے والا نظر آیا

اللہ کے ہوتے ہوئے اک بندۂ خاکی
محشر میں دو عالم کا سہارا نظر آیا

ہٹتی نہیں کیوں گنبدِ خضریٰ سے نگاہیں
اے اہلِ نظر کچھ تو کہو۔ کیا نظر آیا

جس دل کو تہہ ان کی محبت نے جلادی
آئینہ ہی کیا۔ آئینہ خانہ نظر آیا

رعنائیاں سمیٹ لوں لفظ و خیال کی
کہنی ہے نعت ایک سراپا جمال کی

ان کی ادائے بندہ نوازی کی خبر ہو
حسرت ہی رہ گئی مرے دل میں سوال کی

دیکھی ہے جب سے طلعتِ زیبائے مصطفےٰ
تنویر ہے نظر میں خدا کے جمال کی

تسکینِ بیقراریِ یادِ نبیؐ نہ پوچھ
صورت بدل گئی ہے نشاطِ وصال کی

انسانیت پہ آمدِ خیر البشر کے ساتھ
تکمیل ہو گئی کرمِ ذوالجلال کی

ہونا پڑے گا پائے محمدؐ پہ سجدہ ریز
منزل یہی ہے عقل کے اوج و کمال کی

جب سے تہیر فکر کا محور ہے ان کی یاد
حالت ہی اور کچھ ہے مرے ماہ و سال کی

مدحِ شہِ ابرار کہاں اور کہاں میں
یہ جرأتِ گفتار کہاں اور کہاں میں

ہر منظرِ طیبہ کو نگاہوں میں سجا لوں
پھر یہ درودیوار کہاں اور کہاں میں

فردوسِ دل وجاں ہے فضا شہرِ نبیؐ کی
یہ گلشنِ بے خار کہاں اور کہاں میں

چہرے پہ ملوں یا اُسے آنکھوں سے لگالوں
خاکِ درِ سرکار کہاں ۔ اور کہاں میں

کھینچے لئے جاتی ہے تمنائے حضوری
اب وقت کی رفتار کہاں اور کہاں میں

جو کچھ ہے شبیر ان کی عطا ہی سے ہے ورنہ
یہ نعت کے اشعار کہاں اور کہاں میں

انسانیت کا جو بھی تصور نظر میں ہے
تکمیل اس کی اسوۂ خیرالبشر میں ہے

ان کا جمال دیدۂ حیرت اثر میں ہے
یا کائنات کاسۂ دریوزہ گر میں ہے

کتنے تصورات میں گم ہے کسے خبر
وہ خستہ جاں کہ سوئے مدینہ سفر میں ہے

مہکا دیا تھا جس نے گلستانِ ہست و بود
اب تک اُسی بہار کا عالم نظر میں ہے

اسریٰ بھی اک مقام ہے جس کا وہ موجِ نور
صبحِ ازل سے شامِ ابد تک سفر میں ہے

اعجاز ہے شہید ثنائے رسول کا
یہ جذب و کیف جو مری عرضِ ہنر میں ہے

قطعہ

مجھ کو غلامِ سیّدِ والا بنا دیا
اچھا بنا دیا بہت اچھا بنا دیا
اے دردؔ کس زباں سے میں شکرِ خدا کروں
جس کا وہ خود ہے مجھ کو بھی اس کا بنا دیا

دردؔ اسعدی

الائیڈ پرنٹنگ پریس گاڑی کھاتہ حیدرآباد